بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ

WEEKLY BADR QADIAN

ہفت روزہ بدر قادیان

جلد ۱۶ — شمارہ ۲۵

ایڈیٹر: محمد حفیظ بقاپوری

شرح چندہ
سالانہ -/۷ روپے
ششماہی -/۴ روپے
ممالک غیر -/۸ روپے

فی پرچہ ۱۵ نئے پیسے

۲۲ احسان ۱۳۴۶ ہش	۱۳ ربیع الاول ۱۳۸۷ھ	۲۲ جون ۱۹۶۷ء

اخبار احمدیہ

قادیان ۲۰ جون سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ ۱۴ جون کی رپورٹ مظہر ہے کہ حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ۔

● — قادیان۔ مورخہ ۱۲ جون بعد نماز عشاء مسجد مبارک میں زیر صدارت محترم جناب ملک صلاح الدین صاحب ایک تربیتی جلسہ ہوا جس میں الحاج مکرم مولوی بشیر احمد صاحب فاضل مبلغ سلسلہ نے حج بیت اللہ کے ایمان افروز اور روح پرور حالات سنائے۔ موصوف چند روز کے لئے قادیان تشریف لائے ہوئے تھے۔

قادیان ۱۹ جون۔ حضرت بھائی شیر محمد صاحب صحابی (وی جے ہسپتال امرتسر سے ڈسچارج ہو جانے کے بعد آج قادیان واپس تشریف لے آئے آپ کی طبیعت تا حال عارضہ بواسیر (خونی) علیل ہے اور آپ صاحب فراش ہیں کمزوری بہت زیادہ ہے۔ احباب حضرت موصوف کی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے دعا فرمائیں۔

قادیان ۲۰ جون۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ بخیریت ہیں۔ الحمد للہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبولیت عامہ اور آپ پر نصرت الٰہی کی بارش

آپ کی سچائی کی زبردست دلیل ہے

ملفوظات سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

● — آپ ایسے وقت میں آئے جو دنیا شرک اور بُت پرستی سے بھری ہوئی تھی کوئی [illegible] اور کوئی آگ کی پرستش میں مشغول تھا اور کوئی سورج کے آگے [illegible] ہوتا تھا۔ کوئی پانی کو اپنا پرمیشور خیال کرتا تھا۔ اور کوئی انسان کو خدا بنائے بیٹھا تھا۔

● — علاوہ اس کے زمین ہر ایک قسم کے گناہ اور ظلم اور فساد سے بھری ہوئی تھی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اُس زمانہ کی موجودہ حالت کے بارہ میں قرآن شریف میں خود گواہی دی ہے اور فرماتا ہے ظھر الفساد فی البر والبحر یعنی دریا بھی بگڑ گئے اور خشک زمین بھی بگڑ گئی۔ مطلب یہ ہے کہ جس قوم کے ہاتھ میں کتاب آسمانی تھی وہ بھی بگڑ گئی۔ اور جن کے ہاتھ میں کتاب آسمانی نہیں تھی اور خشک جنگل کی طرح تھے وہ بھی بگڑ گئے۔ اور یہ امر ایک ایسا سچا واقعہ ہے کہ ہر ایک ملک کی تاریخ اس پر گواہ ناطق ہے کیا آریہ ورت کے دانا مؤرخ اس سے انکار کر سکتے ہیں کہ آنجناب کے ظہور کا زمانہ درحقیقت ایسا ہی تھا

● — اور کیا عیسائی صاحبان اس اقرار سے کہیں بھاگ سکتے ہیں کہ اُس زمانہ میں نہ صرف حضرت عیسیٰ کو خدائے واحد لاشریک کی جگہ سمجھا گیا تھا بلکہ اُن کی تصویر بھی ایک قسم کا خدا ہی سمجھی گئی تھی۔ اور اُن کی والدہ بھی الوہیت میں شریک ٹھہرائی گئی تھی۔

● — پھر جب ہمارے بزرگ نبی صلے اللہ علیہ وسلم دُنیا میں ظاہر ہوئے تو ایک انقلاب عظیم دنیا میں آیا اور تھوڑے ہی دنوں میں وہ جزیرہ عرب جو بجز بُت پرستی کے اور کچھ بھی نہیں جانتا تھا ایک سمندر کی طرح خدا کی توحید سے بھر گیا۔۔۔!!

● — علاوہ اس کے یہ عجیب بات ہے کہ ہمارے سید و مولیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جس قدر خدا تعالیٰ کی طرف سے نشان اور معجزات ملے وہ صرف اس زمانہ تک محدود نہ تھے بلکہ قیامت تک۔ اُن کا سلسلہ جاری ہے اور پہلے زمانوں میں جو کوئی نبی ہوتا تھا۔ وہ کسی گذشتہ نبی کی اُمت نہیں کہلاتا تھا گو اُس کے دین کی نصرت کرتا تھا اور اُس کو سچا جانتا تھا مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ایک خاص فخر دیا گیا ہے کہ وہ ان معنوں سے خاتم الانبیاء ہیں کہ ایک تو تمام کمالات نبوت ان پر ختم ہیں [illegible] کہ اُن کے بعد کوئی نئی شریعت لانے والا رسول نہیں۔ اور نہ کوئی ایسا نبی ہے۔ جو اُن کی اُمت سے باہر ہو۔ بلکہ ہر ایک کو جو شرف مکالمہ الٰہیہ ملتا ہے۔ وہ انہیں کے فیض اور انہیں کے وساطت سے ملتا ہے۔ اور وہ امتی کہلاتا ہے نہ کوئی مستقل نبی۔۔۔!!

● — اور رجوع خلائق اور قبولیت کا یہ عالم ہے کہ آج کم سے کم بیس کروڑ ہر طبقہ کے مسلمان آپ کی غلامی میں کمربستہ کھڑے ہیں اور جب سے خدا نے آپ کو پیدا کیا ہے بڑے بڑے بادشاہ جو ایک دُنیا کو فتح کرنے والے تھے آپ کے قدموں پر ادنیٰ غلاموں کی طرح گرے رہے ہیں اور اس وقت اسلامی بادشاہ بھی ذلیل چاکروں کی طرح آنجناب کی خدمت میں اپنے تئیں سمجھتے ہیں اور نام لینے سے تخت سے اُتر آتے ہیں۔۔۔!!

● — اب سوچنا چاہیئے کہ کیا یہ عزت۔ کیا یہ شوکت۔ کیا یہ اقبال۔ کیا یہ جلال۔ کیا یہ ہزار ہا نشانِ آسمانی۔ کیا یہ ہزاروں برکاتِ ربانی جھوٹے کو بھی مل سکتے ہیں؟

● — ہمیں بڑا فخر ہے کہ جس نبی علیہ السلام کا ہم نے دامن پکڑا ہے خدا کا اس پر بڑا ہی فضل ہے وہ خدا تو نہیں مگر اس کے ذریعہ سے ہم نے خدا کو دیکھ لیا ہے اُس کا مذہب جو ہمیں ملا ہے خدا کی طاقتوں کا آئینہ [illegible] ہے

● — اگر اسلام نہ ہوتا تو اس زمانہ میں اس بات کو [illegible] محال تھا کہ نبوت کیا چیز ہے؟ اور کیا معجزات بھی ممکنات [illegible] اور کیا وہ قانون قدرت میں داخل ہیں۔ !! اس عقدہ کو اسی نبی کے دائمی فیضوں نے حل کیا اور اسی کے طفیل سے اب ہم دوسری قوموں کی طرح صرف قصہ گو نہیں ہیں بلکہ خدا کا نور اور خدا کی آسمانی نصرت ہمارے شامل حال ہے ہم کیا چیز ہیں جو اس شکر کو [illegible] وہ خدا جو دوسروں [illegible] مخفی ہے اور وہ پوشیدہ طاقت جو دوسروں [illegible] ب ہے وہ [illegible] خدا محض اسی نبی کریم کے ذریعہ سے [illegible]

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے رام آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ

WEEKLY BADR QADIAN

ہفت روزہ بدر قادیان

جلد ۱۶ — شمارہ ۲۵

ایڈیٹر: محمد حفیظ بقاپوری

شرح چندہ: سالانہ -/۷ روپے، ششماہی -/۴ روپے، ممالک غیر -/۸ روپے

فی پرچہ ۱۵ نئے پیسے

۲۲ احسان ۱۳۴۶ ہش | ۱۳ ربیع الاول ۱۳۸۷ھ | ۲۲ جون ۱۹۶۷ء

اخبار احمدیہ

قادیان ۲۰ جون سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ ۱۴ جون کی رپورٹ مظہر ہے کہ حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ۔

● — قادیان۔ مورخہ ۱۲ جون بعد نماز عشاء مسجد مبارک میں زیر صدارت محترم جناب شیخ صلاح الدین صاحب ایک تربیتی جلسہ ہوا جس میں الحاج مکرم مولوی بشیر احمد صاحب ... مبلغ سلسلہ نے حج بیت اللہ کے ایمان افروز اور ... حالات سنائے۔ موصوف چند روز کے لئے قادیان تشریف لائے تھے۔

قادیان ۱۹ جون۔ حضرت بھائی شیر محمد صاحب صحابی ... ہسپتال امرتسر ... ہو جانے کے بعد آج قادیان واپس تشریف لے آئے آپ کی طبیعت ... علیل ہے اور آپ صاحب فراش ہیں کمزوری بہت زیادہ ہے۔ احباب حضرت موصوف کی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے دعا فرمائیں۔

قادیان ۲۰ جون محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ بخیریت ہیں۔ ...

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبولیت عامہ اور آپ پر نصرت الٰہی کی بارش

آپ کی سچائی کی زبردست دلیل ہے

ملفوظات سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

— آپ ایسے وقت میں آئے جو دنیا شرک اور بت پرستی سے بھری ہوئی تھی کوئی پتھر کی پوجا کرتا تھا اور کوئی آگ کی پرستش میں مشغول تھا اور کوئی سورج کے آگے ہاتھ جوڑتا تھا۔ کوئی پانی کو اپنا پرمیشور خیال کرتا تھا اور کوئی انسان کو خدا بنائے بیٹھا تھا۔

● — علاوہ اس کے زمین ہر ایک قسم کے گناہ اور ظلم اور فساد سے بھری ہوئی تھی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اُس زمانہ کی موجودہ حالت کے بارہ میں قرآن شریف میں خود گواہی دی ہے اور فرماتا ہے ظهر الفساد في البر والبحر یعنی دریا بھی بگڑ گئے اور خشک زمین بھی بگڑ گئی۔ مطلب یہ ہے کہ جس قوم کے ہاتھ میں کتاب آسمانی تھی وہ بھی بگڑ گئی۔ اور جن کے ہاتھ میں کتاب آسمانی نہیں تھی اور خشک جنگل کی طرح تھے وہ بھی بگڑ گئے۔ اور یہ امر ایک ایسا سچا واقعہ ہے کہ ہر ایک ملک کی تاریخ اس پر گواہ ناطق ہے۔ کیا آریہ ورت کے دانا مورخ اس سے انکار کر سکتے ہیں کہ آنجناب کے ظہور کا زمانہ درحقیقت ایسا ہی تھا

● — اور کیا عیسائی صاحبان اس اقرار سے کہیں بھاگ سکتے ہیں کہ اُس زمانہ میں نہ صرف حضرت عیسیٰ کو خدائے واحد لاشریک کی جگہ بٹھایا گیا تھا بلکہ ان کی تصویر بھی ایک قسم کا خدا ہی سمجھی گئی تھی۔ اور ان کی والدہ بھی ان کی خدائی میں شریک ٹھہرائی گئی تھی۔

● — پھر جب ہمارے بزرگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں ظاہر ہوئے تو ایک انقلاب عظیم دنیا میں آیا اور تھوڑے ہی دنوں میں وہ جزیرہ عرب جو بجز بت پرستی کے اور کچھ بھی نہیں جانتا تھا ایک سمندر کی طرح خدا کی توحید سے بھر گیا۔ !!

● — علاوہ اس کے یہ عجیب بات ہے کہ ہمارے سید و مولیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جس قدر خدا تعالیٰ کی طرف سے نشان اور معجزات ملے وہ صرف اس زمانہ تک محدود نہ تھے بلکہ قیامت تک اُن کا سلسلہ جاری ہے اور پہلے زمانوں میں جو کوئی نبی ہوتا تھا۔ وہ کسی گذشتہ نبی کی امت نہیں کہلاتا تھا گو اُس کے دین کی نصرت کرتا تھا اور اس کو سچا جانتا تھا مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ایک خاص فخر دیا گیا ہے کہ وہ

ان معنوں سے خاتم الانبیاء ہیں کہ ایک تو تمام کمالات نبوت ان پر ختم ہیں اور دوسرے یہ کہ ان کے بعد کوئی نئی شریعت لانے والا رسول نہیں۔ اور نہ کوئی ایسا نبی ہے جو اُن کی اُمت سے باہر ہو۔ بلکہ ہر ایک کو جو شرف مکالمہ الٰہیہ ملتا ہے۔ وہ انہیں کے فیض اور انہیں کے وساطت سے ملتا ہے۔ اور وہ امتی کہلاتا ہے نہ کوئی مستقل نبی —!!

● — اور رجوع خلائق اور قبولیت کا یہ عالم ہے کہ آج کم سے کم بیس کروڑ ہر طبقہ کے مسلمان آپ کی غلامی میں کمربستہ کھڑے ہیں اور جب سے خدا نے آپ کو پیدا کیا ہے بڑے بڑے بادشاہ جو ایک دنیا کو فتح کرنے والے تھے آپ کے قدموں پر ادنیٰ غلاموں کی طرح گرے رہے ہیں اور اس وقت اسلامی بادشاہ بھی ذلیل چاکروں کی طرح آنجناب کی خدمت میں اپنے تئیں سمجھتے ہیں اور نام لینے سے تخت سے اُتر آتے ہیں۔

● — اب سوچنا چاہیئے کہ کیا یہ ... کیا یہ جلال کیا یہ ہزار ... ربانی عہدے کو بھی ...

● — ہمیں بڑا فخر ... کہ اس ربانی فضل ... ہے اس کا ... سب ...

● — اگر اسلام ... چیز ہے؟ اور کیا معجزات ... میں داخل ہیں۔ اس ... اب ہم دوسری قوموں ... ہمارے شامل حال ہے ... مخفی ہے اور وہ پوشیدہ ... خدا محض اس نبی کریم ...

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے رام آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر ...

سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

وَذِكْرُ الْمُصْطَفٰى رُوْحُ لِقَلْبِيْ ✲ فَصَارَ الْمُهْجَتِيْ مِثْلَ الطَّعَامِ
(المسیح الموعود)

محمد حفیظ بقاپوری

تمہید اس وقت مجھے سیرت النبی صلے اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر کچھ کہنا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ ایک ہی مجلس یا ایک ہی مضمون کو پورے طور پر بیان کرنا تو ممکن نہیں۔ البتہ موقعہ کی مناسبت سے حضور کی سیرت مقدسہ کے صرف چند گوشے ہی پیش کئے جا سکتے ہیں۔

کامل نمونہ ایک موقعہ پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ایک مصنف نے کہا

One Mohammad Justified ... "Human..."

"ایک محمدؐ نے انسانیت کی لاج رکھ لی"

... یہ فقرہ حقیقت پر مبنی ہے۔ بلاشبہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی انسانیت ... کبھی ... آپ کی حیات ... مختلف قسم کے حالات تھے اور ان ... احوال و ظروف میں آپ نے ... ایسا کردار پیش کیا کہ حضور کی ساری زندگی نوع انسان کے لئے مشعل راہ بن گئی۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ۔

"تمہارے لئے اللہ کے رسول میں بہترین نمونہ موجود ہے"

... بھیجا ہی اسی غرض کے ... تھا کہ آپ بشری تقاضوں کو ... کرتے ہوئے سب انسانوں کے ... نمونہ قائم کریں۔ چنانچہ آپ نے ... فرمایا کہ

بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْاَخْلَاقِ

کہ میں اچھے اخلاق کی ... اور ان کا عملی نمونہ دکھانے ... بھیجا گیا ہوں۔

... کی زندگی پر مختلف قسم کے ... گذرتے تو وہ اخلاق فاضلہ ... موجود سے ظاہر ... ری

کا آغاز بھی حضور کی ولادت ہی سے کریں۔ جس شخص نے بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا مطالعہ کیا ہے یا آپ کی زندگی کے حالات پڑھے یا سنے ہیں وہ سب جانتے ہیں کہ آپ کی زندگی کی ابتداء ہی یتیمی کی حالت سے ہوئی یعنی حضور ابھی پیدا نہیں ہوئے تھے کہ آپ کے والد بزرگوار وفات پا گئے تھے۔ یتیمی کیا کچھ مشکلات اور تربیت کے لحاظ سے کس طرح کی بداخلاقیاں اپنے ساتھ لاتی ہے بالخصوص جبکہ سر پر ماں اور باپ کا سایہ نہ ہو اور گھر میں غربت ہو تو بچے کے اخلاق و اطوار کا بگڑ جانا کچھ بعید نہیں۔ اس کی بیسیوں مثالیں ہم میں سے غالباً ہر ایک نے مشاہدہ کی ہیں مگر قربان جائیں اس دُرِّ یتیم پر ... کا آغاز نہایت ... درد حالت سے ہوا۔ مگر ماں باپ کی گود اور ہر طرح کی ناز و نعمت میں پلنے والے بچے آپ کی بلند اخلاقی اور متانت کی گرد کو بھی نہ پہنچ سکے!!

وقار اور سیر چشمی حضورؐ کے بچپن کا ایک واقعہ بڑا ہی پیارا اور آپ کی عظمت کا آئینہ دار ہے۔ جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے۔ آپ کی پیدائش سے قبل آپ کے والد ماجد وفات پا چکے تھے دو سال کی عمر میں آپ کی ماں کی پُرشفقت گود سے بھی محروم ہو گئے۔ تب آپ کے دادا عبدالمطلب نے آپ کی پرورش کی ۸ سال کی عمر شریف تھی کہ دادا بھی داغِ مفارقت دے گئے۔ اس طرح آپ کے چچا ابو طالب آپ کے کفیل ہوئے۔ انہیں ایام کا ذکر ہے کہ عبدالمطلب کی وصیت اور اپنے خونی رشتہ کے سبب سے آپ کے چچا ابو طالب ... آپ کا ... خیال رکھتے لیکن آپ کی چچی میں نہ وہ شفقت کا مادہ تھا اور نہ خاندانی ذمہ داریوں کا احساس۔ اس لئے جب گھر میں کوئی چیز آتی تو بسا اوقات وہ اپنے بچوں کو پہلے دے دیتی اور ... رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا خیال نہ ... ابو طالب گھر میں آتے تو

بجائے اس کے کہ اپنے چھوٹے بھتیجے کو روتا ہوا یا لگڑ کرتا ہوا پاتے وہ دیکھتے کہ ان کے بچے تو کوئی چیز کھا رہے ہیں مگر ان کا چھوٹا سا بھتیجا کمال وقار سے ایک طرف بیٹھا ہے!!

چچا کی محبت اور خاندانی ذمہ داریاں ان کے سامنے آ جاتیں وہ دوڑ کر اپنے بھتیجے کو بغل میں لے لیتے اور کہتے۔ میرے بچے کا بھی تو خیال کرو! میرے بچے کا بھی تو خیال کرو!!

گھر میں اکثر ایسا ہوتا رہتا تھا مگر دیکھنے والے بتاتے ہیں کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ کبھی شکوہ کیا نہ آپ کے چہرہ پر کبھی ملال ظاہر ہوا نہ اپنے چچیرے بھائیوں سے رقابت پیدا ہوئی۔ وقار اور سیر چشمی کا یہ واقعہ کوئی معمولی نہیں ہم اپنے گھروں میں روزانہ اس کا تجربہ کرتے ہیں!!

اگرچہ چچا کی حمایت حاصل تھی لیکن اس حمایت نے آپ کو چچی کے سامنے گستاخ شوخ اور بے باک نہیں بنا دیا بلکہ ان سب حالات میں اس چھوٹی سی عمر میں ایسی بلند اخلاقی کا شاندار نمونہ دکھلایا کہ اس کی مثال نہیں ملتی!!

معصوم بچپن اور پاکیزہ جوانی عام مشاہدہ ہے کہ جن بچوں کے سر سے والدین کا سایہ اٹھ جاتا ہے تو بچے عموماً آوارہ اور بداخلاق ہو جاتے ہیں مگر قربان جائیں پیارے آقا پر کہ آپ کی ابتدائی عمر ایسے دردناک حالات سے گذری مگر بڑی سنجیدہ اور متین طبیعت پائی اپنے اخلاق حسنہ کے ساتھ لوگوں کے دل جیتے ہمیشہ بڑوں کا ادب ملحوظ خاطر رہا اور چھوٹوں پر شفقت کا پہلو غالب۔

جوانی آئی مگر اس پر پورا کنٹرول اتنا کنٹرول کہ اس پُرآشوب زمانہ اور بداخلاقی کے ماحول میں عفت و پاکدامنی کا نمونہ بنے رہے اور سچ

درجوانی توبہ کردن شیوۂ پیغمبری

کی سچی تصویر پیش کی۔ اسی زمانہ میں ساری قوم سے امین اور صدوق کا خطاب پایا اور باوجود چھوٹی عمر کے بڑے بوڑھے آپ کی عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھتے اور آپ کے ان اخلاق حسنہ کی دل سے قدر کرتے۔ آپ کی امانت و دیانت کا شہرہ سن کر مکہ کی متمول خاتون حضرت خدیجہ نے آپ کو اپنے کارندوں کے ساتھ مکہ سے باہر تجارت کے لئے بھیجا۔ اس طرح قریب سے حضور کی زندگی کا مطالعہ کرنے پر آپ کے بلند اخلاق

امانت و دیانت راست گفتاری اور ایفائے عہد کا بہت بڑا اثر ہوا۔ حضرت خدیجہ بیوہ ہو گئی تھیں مکہ کے متعدد سرداروں نے انہیں نکاح کا پیغام بھیجا مگر انہوں نے سب کا انکار کر دیا لیکن جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دیانت امانت اور دیگر اخلاق فاضلہ کا شہرہ سنا بلکہ ذاتی طور پر آپ کی معرفت اپنے مال کو تجارت میں لگا کر خود بھی مشاہدہ کر لیا تو خود ہی آپ کو نکاح کا پیغام بھیجا۔ اور حضور نے اپنے چچا ابو طالب کے مشورہ سے اسے قبول فرما لیا۔ اس طرح پچیس سال کی عمر میں چالیس سالہ عمر مگر نیک خاتون حضرت خدیجہ سے آپ کی شادی ہوئی۔

شادی کے بعد حضرت خدیجہ نے اپنی ساری دولت آپ کی خدمت میں پیش کر دی اور آپ کو پورا اختیار دے دیا کہ جس طرح پسند فرمائیں اس میں تصرف فرمائیں۔ آپ نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ جتنے غلام حضرت خدیجہ کی ملکیت میں تھے سب کو یکدم آزاد کر دیا۔ انہیں غلاموں میں "زید" نام کے ایک غلام بھی تھے جن کی وفاداری کی وجہ سے حضور انہیں بہت عزیز رکھتے تھے اور زید کو بھی ... محبت تھی اور آپ کے اخلاق فاضلہ کو دیکھ کر آپ کے اس قدر گرویدہ ہو گئے کہ جب ان کے رشتہ داروں کو پتہ چلا کہ زید بچتے بچاتے مکہ میں آ گئے ہیں اور آپ آزاد ہو چکے ہیں ان کے والد حارثہ اور ان کے چچا کعب لینے کے لئے مکہ آئے۔ مگر زید نے اپنے والد اور چچا کے ساتھ جانے سے صاف انکار کر دیا۔ اور حضور کے پاس ہی رہنے کو ترجیح دی۔ اور آخری عمر تک حضور کے دروازے کو نہ چھوڑا۔

غار حراء روایات میں آتا ہے کہ شادی کے بعد حضور بیشتر وقت یاد الٰہی میں گذارتے اور کسی اکانت میں جا کر ذکر الٰہی میں مشغول رہتے مکہ سے تین میل دور حراء نام کے ایک غار میں کئی کئی دن عبادت کرتے رہتے۔

خلق اللہ کی اصلاح کا حکم عمر شریف کے چالیس برس ہو چکے تھے آپ اسی غار کے اندر یاد الٰہی میں محو تھے گڑگڑا کر بارگاہ الٰہی میں بھولی بھٹکی دنیا کی اصلاح کے لئے دعائیں مانگتے رہتے کہ ناگاہ رمضان کے مبارک مہینہ میں آپ کے سامنے ایک فرشتہ نمودار ہوا۔

(باقی صفحہ ۷ پر)

سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

وَذِکْرُ الْمُصْطَفٰی رُوْحٌ لِقَلْبِیْ ✻ فَصَارَ الْمُجْتَبٰی مِثْلَ الطَّعَامِ

(المسیح الموعود)

محمد حفیظ بقاپوری

تمہید اس وقت مجھے سیرت النبی صلے اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر کچھ کہنا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ ایک ہی مجلس یا ایک ہی موضوع کو پورے طور پر بیان کرنا تو ممکن نہیں۔ البتہ موقعہ کی مناسبت سے حضور کی سیرت مقدسہ کے صرف چند گوشے ہی پیش کئے جا سکتے ہیں

کامل نمونہ ایک موقعہ پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یورپ کے ایک مصنف نے کہا

One Mohammad Justified all Humanity

"ایک محمدؐ نے انسانیت کی لاج رکھ لی"

جس کا یہ فقرہ حقیقت پر مبنی ہے۔ بلاشبہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی انسانیت کا عملی نمونہ تھی۔ آپ کی حیات طیبہ میں ہر قسم کے حالات آئے اور ان سب احوال و ظروف میں آپؐ نے ایسا شاندار کردار پیش کیا کہ حضور کی ساری زندگی نوع انسان کے لئے مشعل راہ بن گئی۔ اسی لئے اللہ تبارک و تعالےٰ نے کہا:-

لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ
اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ۔

"تمہارے لئے اللہ کے رسول
میں بہترین نمونہ موجود ہے"

کا آغاز بھی حضور کی ولادت ہی سے کریں۔ جس شخص نے بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا مطالعہ کیا ہے یا آپ کی زندگی کے حالات پڑھے یا سنے ہیں وہ سب جانتے ہیں کہ آپ کی زندگی کی ابتدا ہی یتیمی کی حالت سے ہوئی یعنی حضور ابھی پیدا نہیں ہوئے تھے کہ آپؐ کے والد بزرگوار وفات پا گئے تھے۔ یتیمی کیا کچھ مشکلات اور تربیت کے لحاظ سے کس طرح کی بداخلاقیاں اپنے ساتھ لاتی ہے بالخصوص جبکہ سر پر ماں اور باپ کا سایہ نہ ہو اور گھر میں غربت ہو تو بچے کے اخلاق و اطوار کا بگڑ جانا کچھ بعید نہیں۔ اس کی بیسیوں مثالیں ہم میں سے غالباً ہر ایک نے مشاہدہ کی ہیں مگر قربان جائیں اس دُرِّ یتیم پر ——— کہ اس کی زندگی کا آغاز تو اس پُر درد حالت سے ہوا۔ مگر ماں باپ کی گود اور ہر طرح کی ناز و نعمت میں پلنے والے بچے آپؐ کی بلند اخلاقی اور متانت کی گرد کو بھی نہ پہنچ سکے!!

وقار اور سیر چشمی حضورؐ کے بچپن کا ایک واقعہ بڑا ہی پیارا اور آپؐ کی عظمت کا آئینہ دار ہے۔ جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے۔ آپ کی پیدائش سے قبل آپ کے والد ماجد وفات پا چکے تھے دو سال کی عمر میں آپؐ کی ماں کی پُرشفقت گود سے بھی محروم ہو گئے۔ تب آپ کے [illegible]ا عبدالمطلب نے آپ کی پرورش کی [illegible]ال کی عمر شریف تھی کہ دادا بھی داغِ [illegible] گئے۔ اس طرح آپ کے [illegible]ب کے کفیل ہوئے۔ [illegible] ہے کہ عبدالمطلب کی [illegible] اپنے خونی رشتہ کے [illegible] [illegible]طالب آپ ... [illegible] باں نہ سکتے لیکن آپؐ کی [illegible]ن کا مادہ تھا اور نہ [illegible] کا احساس۔ اس لئے [illegible]ر آتی تو بسا اوقات [illegible] بیلے دے دیتی اور [illegible] علیہ وسلم کا خیال نہ [illegible] تے تو

بجائے اس کے کہ اپنے چھوٹے بھتیجے کو رہتا ہوا یا کھڑا ہوا پاتے وہ دیکھتے کہ ان کے بچے تو کوئی چیز کھا رہے ہیں مگر ان کا چھوٹا سا بھتیجا کوہ وقار بنا ایک طرف بیٹھا ہے ———!!

چچا کی محبت اور خاندانی ذمہ داریاں ان کے سامنے آجاتیں وہ دوڑ کر اپنے بھتیجے کو بغل میں لے لیتے اور کہتے، میرے بچے کا بھی تو خیال کرو! میرے بچے کا بھی تو خیال کرو!!

گھر میں اکثر ایسا ہوتا رہتا تھا مگر دیکھنے والے بتاتے ہیں کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ کبھی شکوہ کیا نہ آپ کے چہرہ پر کبھی ملال ظاہر ہوا نہ اپنے چچیرے بھائیوں سے رقابت پیدا ہوئی۔ وقار و سیر چشمی کا یہ واقعہ کوئی معمولی نہیں ہم اپنے گھروں میں روزانہ اس کا تجربہ کرتے ہیں ———!!

اگرچہ چچا کی حمایت حاصل تھی لیکن اس حمایت نے آپ کو بچی کے سامنے گستاخ شوخ اور بے باک نہیں بنا دیا۔ بلکہ ان سب حالات میں اس چھوٹی سی عمر میں ایسی بلند اخلاق کا شاندار نمونہ دکھایا کہ اس کی مثال نہیں ملتی ———!!

معصوم بچپن اور پاکیزہ جوانی عام مشاہدہ ہے کہ سر پر سے والدین کا سایہ اُٹھ جانے تو بچے بالعموم آوارہ اور بداخلاق ہو جاتے ہیں مگر قربان جائیں پیارے آقا پہ کہ آپ کی ابتدائی عمر ایسے دردناک حالات سے گذری مگر بڑی سنجیدہ اور متین طبیعت پائی اپنے اخلاق حسنہ کے ساتھ لوگوں کے دل جیتے ہمیشہ بڑوں کا ادب ملحوظ خاطر رہا اور چھوٹوں پر شفقت کا پہلو غالب۔

جوانی آئی مگر اس پر پورا کنٹرول اتنا کنٹرول کہ اس پُر آشوب زمانہ اور بداخلاق کے ماحول میں عفت و پاکدامنی کا نمونہ بنے رہے اور

درجوانی توبہ کردن شیوۂ پیغمبری

کی سچی تصویر پیش کی۔ اسی زمانہ میں ساری قوم سے امین اور صدوق کا خطاب پایا اور باوجود چھوٹی عمر کے بڑے بوڑھے آپ کی عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھتے اور آپ کے ان اخلاق حسنہ کی دل سے قدر کرتے۔ آپ کی امانت و دیانت کا شہرہ سن کر مکہ کی متمول خاتون حضرت خدیجہ نے آپ کو اپنے کارندوں کے ساتھ مکہ سے باہر تجارت کے لئے بھیجا۔ اس طرح قریب سے حضور کی زندگی کا مطالعہ کرنے پر آپ کے بلند اخلاق

امانت و دیانت راست گفتاری اور اعلیٰ اوصاف کا بہت بڑا اثر ہوا۔ حضرت خدیجہ بیوہ ہو گئی تھیں مکہ کے متعدد رؤسا نے انہیں نکاح کا پیغام بھیجا مگر انہوں نے سب کا انکار کر دیا لیکن جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دیانت امانت اور دیگر اخلاق فاضلہ کا شہرہ سنا بلکہ ذاتی طور پر آپؐ کی معرفت اپنے مال کو تجارت میں لگا کر خود بھی مشاہدہ کر لیا تو خود ہی آپؐ کو نکاح کا پیغام بھیجا۔ اور حضور نے اپنے چچا ابو طالب کے مشورہ سے اسے قبول فرما لیا۔ اس طرح پچیس سال کی عمر میں چالیس سالہ عمر کی نیک خاتون حضرت خدیجہ سے آپ کی شادی ہو گئی۔

شادی کے بعد حضرت خدیجہ نے اپنی ساری دولت آپ کی خدمت میں پیش کر دی۔ آپ کو پورا اختیار دے دیا کہ جس طرح پسند فرمائیں اس میں تصرف فرمائیں۔ آپ نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ جتنے غلام حضرت خدیجہ کی ملکیت میں تھے سب کو یکدم آزاد کر دیا۔ انہیں غلاموں میں "زید" نام کے ایک غلام بھی تھے جن کی وفاداری کی وجہ سے حضور انہیں بہت عزیز رکھتے تھے اور زید کو بھی حضور سے اس قدر محبت تھی اور آپ کے اخلاق فاضلہ کو دیکھ کر آپ کے اس قدر گرویدہ ہو گئے کہ جب اُن کے رشتہ داروں کو پتہ چلا کہ زید بھٹکتے بھٹکتے مکہ میں آ گئے ہیں اور آپ آزاد ہو چکے ہیں اُن کے والد حارثہ اور اُن کے چچا کعب لینے کے لئے مکہ آئے۔ مگر زید نے اپنے والد اور چچا کے ساتھ جانے سے صاف انکار کر دیا۔ اور حضور کے پاس ہی رہنے کو ترجیح دی۔ اور آخری عمر تک حضور کے دروازے کو نہ چھوڑا۔

غار حرا روایات میں آتا ہے کہ شادی کے بعد حضور بیشتر وقت یاد الٰہی میں گزارتے اور کسی اکانت میں جا کر ذکر الٰہی میں مشغول رہتے مکہ سے تین میل دور حرا نام کے ایک غار میں کئی کئی دن عبادت کرتے رہتے۔

خلق اللہ کی اصلاح کا حکم عمر شریف کے چالیس برس ہو چکے تھے آپ اسی غار کے اندر یاد الٰہی میں مگن تھے گڑگڑا کر درگاہ الٰہی میں بھولی بھٹکی دنیا کی اصلاح کے لئے دعائیں مانگتے رہتے کہ ناگاہ رمضان کے مبارک مہینہ میں آپ کے سامنے ایک فرشتہ نمودار ہوا۔

(باقی صفحہ ۷ پر)

خطبہ جمعہ

تعمیرِ بیت اللہ کے جملہ مقاصد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے پورے ہوئے

وہی شخص مقبولِ الٰہی ہے جو پاک دل، مطہر سینہ اور آنسوؤں سے لبریز آنکھوں کیساتھ اسکے حضور جھکتا ہے

اس حقیقت کو کبھی نظر انداز نہ کرو کہ سب بزرگیاں اور ساری ولایت خلافت راشدہ کی سچی اتباع میں ہے

از حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۲؍جون ۱۹۶۷ء بمقام ربوہ

مرتبہ: مکرم محمد صادق صاحب سماٹری انچارج صیغہ زودنویسی

تشہد، تعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

خانہ کعبہ کی تعمیر

سولہواں مقصد

وَارْزُقْ اَھْلَہٗ مِنَ الثَّمَرَاتِ میں بیان ہوا ہے اور بتایا گیا ہے کہ بیت اللہ کے فیوض اور برکات کو دیکھ کر دنیا اس نتیجہ پر پہنچے گی کہ جو لوگ بھی اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے انتہائی قربانیاں دیتے ہیں اور دنیا سے منہ موڑ کر صرف اور صرف اسی کے ہو رہتے ہیں۔ ان کے اعمال ضائع نہیں ہوتے بلکہ انہیں ان اعمال مقبولہ کا بہترین بدلہ اور شیریں پھل ملتا ہے۔ اور ان کے عاجزانہ اور عاشقانہ اعمال کے بہترین نتائج نکلتے ہیں۔

قرآن کریم نے خود یہ دعوےٰ کیا ہے کہ یہ مقصد بھی نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات اور قرآنی شریعت سے پورا ہوا ہے۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ سورہ قصص میں فرماتا ہے وَقَالُوْٓا اِنْ نَّتَّبِعِ الْھُدٰی مَعَكَ نُتَخَطَّفْ مِنْ اَرْضِنَا اَوَلَمْ نُمَكِّنْ لَّهُمْ حَرَمًا اٰمِنًا يُّجْبٰٓى اِلَيْهِ ثَمَرٰتُ كُلِّ شَيْءٍ رِّزْقًا مِّنْ لَّدُنَّا وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ (قصص آیت ۵۸) یہاں اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے کہ قرآن کریم کے مخاطب جب قرآن کریم کی شریعت قرآن کریم کی ہدایت اور تعلیم ان کے سامنے پیش کی جاتی ہے تو کہہ دیا کرتے ہیں کہ ہم اس ہدایت کی جو تو لے کے آیا ہے اگر اتباع کریں تو اپنے ملک سے اچک لئے جائیں گے۔ دنیا ہماری دشمن ہو جائے گی اور ہماری مخالف ہو جائے گی ہمیں تباہ و برباد کرنے کے لئے تیار ہو جائے گی ہم ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے ہم اس ہدایت پر ایمان لا کر اپنی تباہی کے سامان کیوں پیدا کریں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَوَلَمْ نُمَكِّنْ لَّهُمْ حَرَمًا اٰمِنًا۔ کیا وہ جانتے نہیں کہ ہم نے اس نبی کا اور اس شریعت کا تعلق حرم کے ساتھ رکھا تھا اور بیت اللہ کو ایک علامت بنایا تھا۔ اس بات کی کہ یہ نبی اور اس کے ماننے والے اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں ہونگے اور جو شریعت اس پر نازل ہو گی اس کی حفاظت کی ذمہ داری بھی محض اور محض اللہ تعالیٰ کے اوپر ہو گی۔

دنیا کی تاریخ اس بات پر شاہد ہے

کہ اللہ تعالیٰ نے حرم کعبہ کی حفاظت کا جو وعدہ کیا تھا وہ پورا کر دکھایا۔ حملہ آور ہمیشہ منہ کی کھاتے رہے اور ناکام ہوئے اور دنیا اس بات پر بھی گواہ ہے اور گواہ بنتی رہے گی کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے مقصد کو دنیا کی کوئی طاقت دنیا کا کوئی منصوبہ، دنیا کی کوئی سازش کبھی تباہ نہیں کر سکتی اور نہ کوئی دجل قرآن کریم کی شریعت میں دخل پا سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ کیا وہ دیکھتے نہیں کہ ہم نے ان کو محفوظ اور امن والے مکان میں جگہ دی ہے۔ حرم کعبہ میں بھی، حرم عصمتِ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم میں بھی اور حرم شریعت اسلامیہ حرم قرآن کریم میں بھی۔ یہ تمام محفوظ چیزیں ہیں محفوظ ہستیاں ہیں۔ محفوظ مقام ہیں۔ اگر تم اس حرم کے ساتھ اپنے تعلقات قائم کرو گے تو جس طرح حرم خدا تعالیٰ کی حفاظت میں ہے۔ اسی طرح تم بھی اس کی حفاظت میں آ جاؤ گے۔ اور یہ بات غلط ہو گی کہ نُتَخَطَّفْ مِنْ اَرْضِنَا دنیا کی کوئی طاقت تمہیں برباد کر سکے۔

اور پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا يُّجْبٰٓى اِلَيْهِ ثَمَرٰتُ كُلِّ شَيْءٍ کہ اس حرم کے ساتھ ہم نے یہ بات بھی لگا دی ہے کہ

ہر قسم کے پھل

یہاں لائے جاتے ہیں یعنی اس سے تعلق قائم کر کے ہر قسم کے اعمال صالحہ بجا لانا ممکن بھی ہو جاتا ہے اس کی توفیق بھی اللہ تعالیٰ سے انسان پاتا ہے اور اس کے بہترین نتائج کا وعدہ بھی دیا گیا ہے یعنی جو بھی خلوص نیت رکھتا ہو اور اس کے اندر کسی قسم کا فساد نہ ہو وہ ان پھلوں کو حاصل کرتا ہے تو یہاں يُّجْبٰٓى اِلَيْهِ ثَمَرٰتُ كُلِّ شَيْءٍ کو حرم کے ساتھ اور کو ان کے موقف وَقَالُوْٓا اِنْ نَّتَّبِعِ الْھُدٰی مَعَكَ نُتَخَطَّفْ مِنْ اَرْضِنَا۔ ان کے موقف کی تردید میں ایک دلیل ٹھہرا کر اس حقیقت کو اللہ تعالیٰ نے واضح کیا ہے کہ ابراہیمی دعا میں جن ثمرات کا جن جزاؤں کا ذکر تھا۔ ان کا تعلق حقیقی طور پر نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور امت محمدیہ کے ساتھ تھا اور ہے اور قائم رہے گا

یہ ثمرات جو ہیں (مِنَ الثَّمَرَاتِ) اس کی تفسیر قرآن کریم میں سورۂ محمدؐ میں بیان فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ فِيْهَآ اَنْهٰرٌ مِّنْ مَّآءٍ غَيْرِ اٰسِنٍ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهٗ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى وَلَهُمْ فِيْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ وَمَغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ (سورہ محمد ع ۲)

اللہ تعالیٰ یہاں یہ بیان فرماتا ہے کہ وہ متقی جو اس ہدایت پر عمل کرتے ہیں جس کے متعلق یہ کہا گیا ہے کہ ھُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ (سورہ بقرہ کے شروع میں ہی) ان کا پختہ ایمان اور ان کے صحیح اعتقادات جو ہیں ان کو ایک باغ کی شکل میں درختوں کی شکل میں پیدا کر دیا جاتا ہے۔ اس دنیا میں بطور رجحانات کے اور اُس دنیا میں حقیقی طور پر وہ درختوں کی شکل کو اختیار کر لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہاں یہ فرمایا کہ ہماری ہدایت پر عمل کر کے جو

حقیقی معنے میں متقی

بن جاتے ہیں ان کو ایک جنت دی جاتی ہے جس میں ہر قسم کے درخت لگے ہوتے ہوتے ہیں اور فِيْهَآ اَنْهٰرٌ مِّنْ مَّآءٍ غَيْرِ اٰسِنٍ۔ ان کو اعمال صالحہ کی توفیق عطا کی جاتی ہے کہ وہ ان کے مزے کو چکھ کر وہ ان اعمال کو چھوڑنے کے لئے کسی قیمت پر بھی تیار نہیں ہوتے ہیں فرمایا کہ ان اعمال صالحہ کو ایسی نہروں میں تبدیل کر دیا جائے گا: اس زندگی میں بھی۔ اس دنیا میں بھی کہ جس میں ایسا پانی ہو جو خراب ہونے والا نہ ہو یعنی ایک دفعہ اعمال صالحہ کا چسکا پڑ جانے کے بعد پھر یہ چسکا کبھی چھوٹے گا نہیں پھر جب پختہ ایمان کے نتیجہ میں ان ہدایتوں کے مطابق جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان پہ نازل ہوئی ہیں وہ

تبسیخ ملنے میں خلوصِ دل کے ساتھ اعمالِ صالحہ بجا لانے لگیں گے تو مزید روحانی ترقیات کے دروازے ان کے اوپر کھولے جائیں گے وہ باتیں جو پہلے بطور اسرار کے تھیں اور جو راز تھا روحانی وہ ان پر منکشف اور ظاہر ہو جائے گا۔ اور اس کے نتیجہ میں مومن کی روحانیت ترقی کرنے لگی۔ اور یہ کیفیت اَنْهٰرٌ مِّنْ لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهٗ ایک ایسے دودھ کی شکل اختیار کر جائے گی جس کے خراب ہونے کا کوئی اندیشہ نہیں ہوگا [illegible] روحانی علوم کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ

ایک شہد اور [illegible] اور سوزِ عشق

ان میں پیدا ہو جائے گا۔ اپنے وجود میں [illegible] محبت وارد کریں گے۔ خدا تعالیٰ کی محبت میں کھولے جائیں گے۔ ان کے دل ہمیشہ مست رہیں گے۔ اور ان کی کیفیات کو اَنْهٰرٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ کی شکل دی جائیگی یہاں یہ بھی بتایا کہ جو اس کا تجربہ نہیں رکھتا۔ وہ اس لذت کو کیا جانے اور اسی وجہ سے ایسے لوگ عشقِ الٰہی کی طرف متوجہ نہیں ہوتے۔ کیونکہ بہت سے بتلاؤں کے سامنے بھی اس نہر کے گرد بڑے گئے ہیں لیکن جو ایک دفعہ اس کو چکھ لے۔ اور اللہ تعالیٰ کی محبت اسے حاصل ہو جائے وہی بتا سکتا ہے کہ وہ لذت جو عشقِ الٰہی میں ہے وہ کسی اور چیز میں نہیں۔ اور پھر فرمایا کہ جو اللہ تعالیٰ کے عشق میں فنا ہو جائے اور اس کے مقدر میں اَنْهٰرٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى ہیں۔ وہ تمام بیماریوں سے شفا حاصل کر لیتا ہے پھر کوئی بیماری اس کے اوپر حملہ آور نہیں ہو سکتی۔ کلی شفا وہ پا لیتا ہے۔ تمام شیطانی حملوں سے وہ محفوظ ہو جاتا ہے گویا کہ وہ خدا کی گود میں آ گیا۔ اور کسی قسم کا کوئی خطرہ اس کو نہ رہا۔ یہ کیفیت جو ہے اَنْهٰرٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى کی شکل میں اس دنیا میں بھی ایک رنگ میں اور اس دنیا میں بھی اس دنیا کے رنگ میں پیدا ہو جائے گی

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا لَهُمْ فِيْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ کہ یہ پھل جو ہیں اسلام سے تم پاؤ گے۔ ابھی ہر قسم کے پھل نہیں دیئے جائیں گے ہر قسم کے [illegible] پیدا ہوں گے جو صحیح عقائد ہوں گے وہ درخت کی شکل اختیار کریں گے۔

پھر

[illegible] ایمان نہیں دیا جائیگا

کہ تم شوق و بشاشت کے ساتھ ہر قسم کی تکلیف کو برداشت کر کے اعمال صالحہ بجا لاؤ گے اور ان اعمال صالحہ کو پانی کی نہروں کی شکل میں بنا دیا جائے گا جس سے وہ باغ پرورش پائیں گے پانی کے بغیر باغ پرورش نہیں پا سکتا۔ اعمال صالحہ کے بغیر صحیح اعتقادات پر انسان قائم ہی نہیں رہ سکتا۔ جب عمل صالح نہ رہے تو پھر اعتقاد بھی بدلنا پڑتا ہے وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ۔ میں اسی طرف اشارہ ہے اس واسطے ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ قرآنی شریعت کے اندر خرابی پیدا ہو سکتی ہے کیونکہ قرآن کریم کے اندر کوئی خرابی پیدا نہیں ہو سکتی لیکن اس عقیدہ کے نتیجہ میں عمل کرتا ہے، انسان نے، تو فرمایا کہ وہ اعمال صالحہ کی اللہ تعالیٰ سے توفیق پائیگا اور ایسی توفیق پائے گا کہ غَيْرِ اٰسِنٍ پھر اس کو یہ خطرہ نہیں ہوگا کہ کہیں شیطان بہکا کر سے دوسری طرف لے جائے۔

پھر اس کے بعد روحانی علوم اور اسرار اس پر کھلیں گے اور وہ دودھ کی شکل اختیار کریں گے اور پھر ان روحانی انکشاف سے اس دل میں بے انتہا محبت اپنے رب کے لئے پیدا ہوگی۔ اور یہ محبت الٰہی اَنْهٰرٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ کی شکل اختیار کر جائے گی۔ اور پھر اس کے نتیجہ میں وہ ہر قسم کی روحانی بیماری سے محفوظ ہو جائے گا یعنی اَنْهٰرٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى اسے میسر آ جائیں گی۔ پس یہ پھل ہیں جو اسلام اسے دیتا ہے۔ یہ وہ پھل ہیں جن کا اس آیت میں ذکر ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی تھی وَارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ۔ وَمَغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ پھل صرف تمہارے اعمال کے نتیجہ میں نہیں مل سکتے تھے۔ جب تک کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہیں مغفرت حاصل نہ ہوتی۔" پس اس مغفرت کا بھی وعدہ تمہیں اسلام میں ہی دیا گیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس آیت کی طرف اشارہ تو نہیں کیا لیکن میں نے غور کیا اور اگر آپ بھی غور کریں تو اسی نتیجہ تک پہنچیں گے۔ اس آیت کا مفہوم اس اقتباس میں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیان فرمایا ہے

جو میں آپ کو ابھی پڑھ کر سناؤں گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ آئینہ کمالاتِ اسلام میں فرماتے ہیں:-

"اب ہم کسی قدر اس بات کو ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ اسلام کے ثمرات کیا ہیں سو واضح ہو کہ جب کوئی اپنے مولیٰ کا سچا طالب کامل طور پر اسلام پر قائم ہو جاتا ہے اور نہ کسی تکلف اور بناوٹ سے بلکہ طبعی طور پر خدا تعالیٰ کی راہوں میں ہر ایک قوت اس کے کام میں لگ جاتی ہے۔ تو آخری نتیجہ اس کی حالت کا یہ ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی ہدایت کی تجلیات تمام حجب سے مبرا ہو کر اس کی طرف رخ کرتی ہیں اور طرح طرح کی برکات اس پر نازل ہوتی ہیں اور وہ احکام اور وہ عقاید محض ایمان اور سماع کے طور پر قبول کئے گئے تھے۔ اب بذریعہ مکاشفات صحیحہ اور الہامات یقینیہ قطعیہ مشہود اور محسوس طور پر کھولے جاتے ہیں اور مغلقات شرع اور دین کے اور اسرار سربستہ ملت حنفیہ کے اس پر منکشف ہو جاتے ہیں اور ملکوت الٰہی کا اس کو سیر کرایا جاتا ہے تا وہ یقین اور معرفت میں مرتبہ کمال حاصل کرے اور اس کی زبان اور اس کے بیان اور تمام افعال اور اقوال اور حرکات و سکنات میں ایک برکت رکھی جاتی ہے اور ایک فوق العادت شجاعت اور استقامت اور ہمت اس کو عطا کی جاتی ہے اور

شرح صدر کا ایک اعلیٰ مقام

اس کو عنایت کیا جاتا ہے اور بشریت کے حجابوں کی تنگ دلی اور خست اور بخل اور بار بار کی لغزش اور تنگ چشمی اور غلامی شہوات اور ردّی اخلاق اور ہر ایک قسم کی نفسانی تاریکی بکلی اس سے دور کر کے اس کی جگہ ربانی اخلاق کا نور بھر دیا جاتا ہے۔ تب وہ بکلی مبدل ہو کر ایک نئی پیدائش کا پیرایہ پہن لیتا ہے اور خدا تعالیٰ سے سنتا ہے اور خدا تعالیٰ سے دیکھتا اور خدا تعالیٰ کے ساتھ حرکت کرتا۔ اور خدا تعالیٰ کے ساتھ ٹھہرتا ہے اور اس کا غضب خدا تعالیٰ کا غضب اور اس کا رحم [illegible] خدا تعالیٰ کا رحم ہو جاتا ہے اور اس درجہ میں اس کی دعائیں بطور اصطفاء کے منظور ہوتی ہیں نہ بطور ابتلاء کے۔ اور وہ زمین پر حجۃ اللہ اور امان اللہ ہوتا ہے اور آسمان پر اس کے وجود سے خوشی کی جاتی ہے اور اعلیٰ سے اعلیٰ عطیہ جو اس کو ملتا ہے مکالمات الٰہیہ اور مخاطبات حضرت احدیت ہیں جو بغیر شک اور شبہ اور کسی غبار کے چاند کے نور کی طرح اس کے دل پر نازل ہوتے رہتے ہیں اور ایک شدید الاثر لذت اپنے ساتھ رکھتے ہیں۔ اور طمانیت اور تسلی اور سکینت بخشتے ہیں؟

(آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ ۲۲۶ تا صفحہ ۲۳۲)

یہ وہ ثمرات ہیں جن کا وعدہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیا گیا تھا۔ اور یہ وہ ثمرات ہیں جو امت محمدیہ کو کثرت کے ساتھ عطا ہوئے کہ دیکھنے والی آنکھ انہیں دیکھ کر حیران رہ جاتی ہے۔

سترھویں غرض

تَقَبَّلْ مِنَّا میں بیان ہوئی تھی اور بتایا گیا تھا کہ اعمال کوئی شے نہیں جب تک مقبول نہ ہوں اس لئے روحانی رفعتوں کا حصول صرف دعا کے ذریعہ سے ہی ممکن ہے اور اس میں اشارہ تھا کہ ایک عظیم نبی یہاں مبعوث ہوگا اور اس کے فیوض روحانی کے طفیل ایک ایسی امت جنم لے گی جو اس حقیقت کو سمجھنے والی ہوگی کہ انتہائی قربانیاں بھی بے سود اور بے نتیجہ ہیں جب تک کہ خاص دعاؤں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب نہ کیا جائے پس دعاؤں کے ذریعہ ہی معرفت کے بلند مقام کو وہ حاصل کرے گی اور دعاؤں کے طفیل ہی اپنے اعمال کے بہترین پھل وہ پائے گی۔

قرآن کریم نے بڑی وضاحت کے ساتھ ان تین مقاصد کا ذکر کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ دعا اور قبولیتِ دعا پر اسلام نے جو روشنی ڈالی ہے۔ کسی اور مذہب نے نہیں ڈالی۔ کوئی اور مذہب اس کے مقابلہ میں پیش ہی نہیں کیا جا سکتا۔ اللہ تعالیٰ سورۂ فرقان کے آخر میں عباد الرحمٰن کا ذکر کرتا ہے کہ عباد الرحمٰن وہ ہیں جو یہ اعمال بجا لاتے ہیں یا ان سے پرہیز کرتے ہیں۔

وغیرہ وغیرہ۔ اَلرَّحْمٰنُ کے معنے ہیں وہ پاک ہستی (اللہ) جو بغیر کسی عمل کرنے والے کے عمل اور بغیر کسی استحقاق حق کے اپنا احسان اس پر کرتی ہے تو آگے عباد الرحمٰن کے سارے اعمال کا ذکر ہے جن کا بظاہر صفتِ رحیمیہ کے ساتھ تعلق ہے۔

پس

یہاں مضمون یہ بیان ہوا ہے

کہ تم نیک اعمال جتنے چاہو بجا لاؤ جب تک رحیمیہ کے ساتھ رحمانیت کا فیض شامل نہیں ہوگا تمہیں کوئی بدلہ نہیں مل سکتا اسی لئے جب یہ مضمون ختم کیا تو آخر میں بڑے پُرشوکت الفاظ میں یہ فرمایا قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّي لَوْلَا دُعَاؤُكُمْ فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُونُ لِزَامًا یعنی یہ تو صحیح ہے کہ اعمال صالحہ بجا لانا بھی ضروری ہے اور بد اعمال سے بچنا بھی انسان کے فائدہ کی چیز ہے لیکن یہ یاد رکھو تمہاری اور تمہاری نیکیوں کی تمہارے خدا کو کیا پرواہ ہے لَوْلَا دُعَاؤُكُمْ۔ ہاں اگر تم اس کی پرواہ کرتے ہو تو اپنی دعاؤں سے اس کے فضل کو جذب کرو۔ جب تم اپنی دعا کے ساتھ اس کے فضل کو جذب کر لوگے تب تمہارے یہ اعمال تمہیں فائدہ پہنچا سکیں گے۔ پھر دعا بھی بے معنی ہے جب دعا کے ساتھ قبولیتِ دعا حاصل نہ کی جائے۔

دعا کی قبولیت کے لئے بھی اللہ تعالیٰ کا فضل ہی چاہیئے

اور اس کے لئے بھی دعا کرنی پڑتی ہے پس ہمیشہ دعا کرتے رہنا چاہیئے کہ اے خدا ہم کچھ کرتے ہیں یا نہیں کرتے۔ ہم اعمالِ صالحہ کی قبولیت کے لئے جو دعائیں کرتے ہیں وہ بھی تیرے تک تبھی پہنچ سکتی ہیں کہ جب تو ہماری دعاؤں کو قبول کرنے کا فیصلہ کرے تو قبولیتِ دعا کے لئے پھر آگے دعا کی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ نے یہاں یہ فرمایا کہ خدا کو تمہاری کوئی پرواہ نہیں، تمہارے اعمال کی کوئی پرواہ نہیں، تمہاری قربانیوں کی کوئی پرواہ نہیں۔ جو تم صدقہ و خیرات اس کی راہ میں دیتے ہو اس کو ان کی کیا پرواہ ہے اس کے خزانے کیا خالی ہیں کہ تمہارے مال کی اس کو پرواہ ہو تم اس کے احکام بجا لاتے ہو انتہائی طور پر مجاہدہ کرتے ہو۔ کوشش کرتے ہو اس کی راہ میں پھر بھی اسے تمہاری کوئی پرواہ نہیں تمہیں ان تمام چیزوں کا فائدہ اسی وقت پہنچ سکتا ہے جب تم دعا کے ذریعہ اس کے فضل کو جذب کرو۔ جب رحیمیت کے جلوہ کے ساتھ رحمانیت کا جلوہ بھی شامل ہو جائے تب تمہاری حقیر کوششیں بھی تمہیں ساتویں آسمان تک پہنچا سکتی ہیں۔ لیکن اگر تم یہ سمجھو کہ اس کے فضل کے بغیر تم پہلے آسمان پر بھی پہنچ سکتے ہو تو تم غلطی خوردہ ہو۔ اس کے فضل کے بغیر تحت الثریٰ تک تو تم پہنچ سکتے ہو شیطان کی گود میں تو تم جا سکتے ہو لیکن

رحمان خدا کی گود میں

اس کے فضل اور رحم کے بغیر کوئی نہیں جا سکتا۔ فَقَدْ كَذَّبْتُمْ تم اس حقیقت کو جھٹلاتے ہو۔ تم میں سے بعض بظاہر بڑے متقی اور پرہیزگار ہیں لیکن وہ اپنے اعمال پر اپنی دعاؤں پر اور اپنی شب بیداری پر اور دنیا کے لوگوں کی خدمت جو کرتے ہیں اس پر فخر کرنے والے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے کو ان کی کوئی پرواہ نہیں ہے جب تک کہ وہ دعا کو اپنی تمام شرائط کے ساتھ نہ کریں اور اللہ تعالیٰ ان کی دعا کو قبول کر کے رحمانیت کے جوش میں ان کے اعمال کو قبول نہ کر لے۔

فَسَوْفَ يَكُونُ لِزَامًا اب تمہارے جھٹلانے کے بد نتائج تمہارے ساتھ لگے رہیں گے۔ اب دیکھو اس وقت مسلمانوں کے بعض فرقوں میں انتہائی مجاہدہ کرنے والے لوگ بھی ہیں لیکن ان کے مجاہدات کا کیا نتیجہ ان کے حق میں نکل رہا ہے۔ جہاں تک ہم سمجھتے ہیں وہ نتیجہ نہیں نکلتا جو ایک متقی کے ایسے ہی اعمال بلکہ اس سے ہزاروں حصہ اعمال کا نتیجہ نکلا کرتا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام

براہین احمدیہ میں فرماتے ہیں:۔

"حقیقت میں ایسی دو چیزوں کا تصور دعا کے لئے ضروری ہے یعنے اوّل اس بات کا تصور کہ خدا تعالیٰ ہر ایک قسم کی ربوبیت اور پرورش اور رحمت اور بدلہ دینے پر قادر ہے اور اس کی یہ صفات کاملہ ہمیشہ اپنے کام میں لگی ہوئی ہیں دوسرے اس بات کا تصور کہ انسان بغیر توفیق اور تائید الٰہی کے کسی چیز کو حاصل نہیں کر سکتا۔ اور بلا شبہ یہ دونوں تصور ایسے ہیں کہ جب دعا کرنے کے وقت دل میں جم جاتے ہیں تو یکایک انسان کی حالت کو ایسا تبدیل کر دیتے ہیں کہ ایک متکبر ان سے متاثر ہو کر روتا ہوا زمین پر گر پڑتا ہے اور ایک گردن کش سخت دل کے آنسو جاری ہو جاتے ہیں یہی کل ہے جس سے ایک غافل مردہ میں جان پڑ جاتی ہے۔ انہی دو باتوں کے تصور سے ہر ایک دل دعا کرنے کی طرف کھنچا جاتا ہے غرض یہی وہ روحانی وسیلہ ہے جس سے انسان کی روح روبخدا ہوتی ہے اور اپنی کمزوری اور امداد ربانی پر نظر پڑتی ہے۔ اسی کے ذریعہ سے انسان ایک ایسے عالم بے خودی میں پہنچ جاتا ہے جہاں اپنی مکدر ہستی کا نشان باقی نہیں رہتا اور صرف ایک ذات عظمیٰ کا جلال چمکتا ہوا نظر آتا ہے اور وہی ذات رحمتِ کل اور ہر ایک ہستی کا ستون اور ہر ایک درد کا چارہ اور ہر ایک فیض کا مبدا دکھائی دیتی ہے آخر اس سے ایک صورت فنافی اللہ کی ظہور پذیر ہو جاتی ہے جس کے ظہور سے نہ انسان مخلوق کی طرف مائل رہتا ہے۔ نہ اپنے نفس کی طرف، نہ اپنے ارادہ کی طرف اور بالکل خدا کی محبت میں کھویا جاتا ہے اور اس ہستی حقیقی کے شہود سے اپنی اور دوسری مخلوق چیزوں کی ہستی کالعدم معلوم ہوتی ہے"۔ (براہین احمدیہ صفحہ ۵۴۷ تا ۵۵۳ حاشیہ ۱۱)

اٹھارہویں غرض

یہ بتائی گئی تھی کہ خانہ کعبہ کے قیام کے نتیجہ میں خدائے مسیح کی معرفت دنیا حاصل کرے گی۔ ایک ایسی اُمت یہاں پیدا کی جائے گی جو دنیا کی خدائے سمیع سے متعارف کرائے گی اور دنیا اس حقیقت سے انکار نہ کر سکے گی کہ تضرع اور ابتہال سے دعاؤں میں مشغول رہنے والے ہی اللہ تعالیٰ کی صفت سمیع کے جلوے دیکھا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سورۃ مومن میں فرماتا ہے وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ۔ تمہارا رب کہتا ہے کہ مجھے پکارو میں تمہاری دعا سنوں گا لیکن وہ لوگ جو تکبر کرتے ہوئے میری حقیقی عبادت سے منہ پھیر لیتے ہیں یعنے ایسی عبادت سے جسے میں قبول کیا کرتا ہوں اور جس کے متعلق میں دوسری جگہ قرآن کریم میں کہہ چکا ہوں کہ تمہاری عبادتوں کے ساتھ تمہاری دعاؤں کا ہونا ضروری ہے اور جو لوگ تکبر سے اپنی عبادت کو عبودیت کے اس مقام پر نہیں لائیں گے میں انہیں جہنم کی سزا دوں گا اور وہ ناکامی اور میرے قہر اور غضب کی جہنم میں داخل ہوں گے

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ۔ اے رسول جب میرے بندے میرے متعلق تجھ سے سوال کریں کہ خدا تعالیٰ کی ہستی کا کیا ثبوت ہے؟ اور اس کی صفات کا علم ہم کیسے حاصل کریں تو تو ان کو جواب دے کہ خدا تو تمہارے قریب ہی ہے تم اس کے در کو کھٹکھٹاؤ وہ تمہارے لئے کھولا جائیگا اور تم اگر دعائیں کرو اور اس کی بتائی ہوئی شرائط کے مطابق تمہاری دعائیں قبول ہوں گی اور قبولیت دعا کے نتیجہ میں تم ذات باری اور صفات باری کا علم حاصل کر لوگے اور اس معرفت اور عرفان کے بعد تمہارے دل اس کی محبت میں گم ہو جائیں گے۔

تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان کو چاہیئے وَلْيُؤْمِنُوا بِي کہ مجھ پر یقین لائیں میری صفات پر، تا وہ ہدایت پائیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کے متعلق

برکات الدعا" میں فرماتے ہیں

"اور دعا کی ماہیت یہ ہے کہ ایک سعید بندہ اور اس کے رب میں تعلق جاذبہ ہے یعنے پہلے خدا کی رحمانیت بندہ کو اپنی طرف کھینچتی ہے پھر بندہ کے صدق کی کششوں سے خدا تعالیٰ اس سے نزدیک ہو جاتا ہے اور دعا کی حالت میں وہ تعلق ایک خاص مقام پر پہنچ کر اپنے خواص عجیبہ پیدا کرتا ہے سو جس وقت بندہ کسی سخت مشکل میں مبتلا ہو کر خدا تعالیٰ کی طرف کامل یقین اور کامل امید اور کامل محبت اور کامل وفاداری اور کامل ہمت کے ساتھ جھکتا ہے اور نہایت درجہ کا بیدار ہو کر غفلت کے پردوں کو چیرتا ہوا فنا کے میدانوں میں آگے سے آگے نکل جاتا ہے، پھر آگے کیا دیکھتا ہے کہ بارگاہِ الوہیت ہے اور اس کے ساتھ کوئی شریک نہیں تب اس کی روح اس کے آستانہ پر سر رکھ دیتی ہے اور قوت جذب جو اس کے اندر رکھی گئی

(بقیہ صفحہ ... پر)

اس کے اندر رکھی گئی ہے وہ خدا تعالیٰ کی عنایات کو اپنی طرف کھینچتی ہے تب اللہ جل شانہٗ اس کام کے پورا کرنے کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور یہ اس دعا کا اثر ان تمام مادی اسباب پر پڑتا ہے جن سے ایسے اسباب پیدا ہوتے ہیں جو اس مطلب کے حاصل ہونے کے لئے ضروری ہیں۔"

(برکات الدعا صفحہ ۱)

انیسواں مقصد

یہ بیان ہوا تھا کہ صفتِ سمیع کے ہی نہیں بلکہ صفتِ علیم کے جلوے بھی دنیا اس کے ذریعہ دیکھے گی یعنی دعاؤں کا رد ہو جانا یا بعض دعاؤں کا اس رنگ میں پورا ہونا جس رنگ میں وہ مانگی گئی تھیں یہ ثابت نہیں کرے گا کہ ہمارا خدا عزوجل سمیع نہیں ہے یا تمام قدرتوں اور طاقتوں کا مالک نہیں ہے بلکہ یہ ثابت کرے گا کہ جہاں وہ قادر و توانا ہستی ہے وہاں وہ علیم بھی ہے اور قبولیتِ دعا کا اس کی صفتِ علیم کے ساتھ بڑا گہرا تعلق ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس سلسلہ میں فرماتے ہیں:۔

"اور یہ بھی یاد رہے کہ دعا کرنے میں صرف تضرع کافی نہیں ہے بلکہ تقویٰ اور طہارت اور راست گوئی اور کامل یقین اور کامل محبت اور کامل توجہ اور یہ کہ جو شخص اپنے لئے دعا کرتا ہے یا جس کے لئے دعا کی گئی ہے اس کی دنیا اور آخرت کے لئے اس بات کا حاصل ہونا خلافِ مصلحتِ الٰہی بھی نہ ہو۔ کیونکہ بسا اوقات دعا میں اور شرائط تو سب جمع ہو جاتے ہیں۔ مگر جس چیز کو مانگا گیا ہے وہ عند اللہ سائل کے لئے خلافِ مصلحتِ الٰہی ہوتی ہے اور اس کو پورا کرنے میں خیر نہیں ہوتی۔"

(برکات الدعا صفحہ ۱۳)

یہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے

قبولیت دعا کے لئے

جن شرائط کا ذکر کیا ہے یعنی تقویٰ طہارت۔ کامل یقین۔ کامل محبت وغیرہ یہ اس قبولیت دعا سے متعلق ہیں جو اصطفاء کے رنگ میں ہو لیکن جو قبولیت دعا ابتلاء کے رنگ میں ہو۔ اس کا ان شرائط سے تعلق نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس مضمون پر بڑی تفصیل سے بحث کی ہے اور فرمایا کہ کنجنیوں کو بھی اللہ تعالیٰ سچا خواب دکھاتا ہے تا کہ ان کی ہدایت کے سامان پیدا کرے کہ وہ اس گند سے باہر نکلیں اور پاکیزگی کے منبع اور سرچشمہ کی طرف کھائیں اور اپنے آپ کو پاک کرنے کی کوشش کریں۔ لیکن اگر دعا کرنے والے کا دل تقویٰ کے نور سے منور نہ ہو یا اس کا سینہ پاکیزگی کی خوشبو سے خالی ہو یا اس کی زبان راست گوئی کا طریق اختیار کرنے والی نہ ہو۔ اور اس کا دل کامل یقین اور کامل محبت سے پُر نہ ہو اس کا ذہن کامل توجہ سے اپنے رب کی طرف جھکنے والا نہ ہو۔ یا جو چیز مانگی گئی ہے۔ وہ علام الغیوب کے نزدیک اس شخص کے لئے جس کے لئے وہ مانگی گئی خیر کا موجب نہ ہو تو تمام حالتوں میں دعا کو رد کر دیا جاتا ہے۔ مگر آخری صورت میں اللہ تعالیٰ کسی اور رنگ میں ایسی دعا کا انسان کو بدلہ دے دیتا ہے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے:۔

"کیا یہ تسلی بخش ثبوت نہیں ہے کہ قبل ہم سے خدا تعالیٰ کا ایک روحانی قانونِ قدرت ہے کہ دعا پر حضرت احدیت کی توجہ جوش مارتی ہے اور سکینت اور اطمینان اور حقیقی خوشحالی ملتی ہے۔ اگر ہم ایک مقصد کی طلب میں غلطی پر نہ ہوں تو وہی مقصد مل جاتا ہے اور اگر ہم اس خطا کار بچہ کی طرح جو اپنی ماں سے سانپ یا آگ کا ٹکڑا مانگتا ہے۔ اپنی دعا اور سوال میں غلطی پر ہوں تو خدا تعالیٰ وہ چیز جو ہمارے لئے بہتر ہو عطا کرتا ہے اور باایں ہمہ دونوں صورتوں میں ہمارے ایمان کو بھی ترقی دیتا ہے کیونکہ ہم دعا کے ذریعہ سے پیش از وقت خدا تعالیٰ سے علم پاتے ہیں اور ایسا یقین بڑھتا ہے کہ گویا ہم اپنے خدا کو دیکھ لیتے ہیں اور دعا اور استجابت میں ایک رشتہ ہے وہ ابتداء سے اور جب سے کہ انسان پیدا ہوا برابر چلا آتا ہے جب خدا کا ارادہ کسی بات کے کرنے کے لئے توجہ فرماتا ہے تو سنت اللہ یہ ہے کہ اس کا کوئی مخلص بندہ اضطرار اور کرب اور قلق کے ساتھ دعا کرنے میں مشغول ہو جاتا ہے اور اپنی تمام ہمت اور تمام توجہ اس امر کے ہو جانے کے لئے مصروف کرتا ہے تب اس مرد فانی کی دعائیں فیوض الٰہی کو آسمان سے کھینچتی ہیں اور خدا تعالیٰ ایسے نئے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن سے کام بن جائے۔"

(ایام الصلح صفحہ ۹-۱۰)

تو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں

دعا کے متعلق تین بنیادی باتیں

ہمیں بتایا ہے۔

ایک یہ کہ جب تک ہم دعا کے ذریعہ سے مقبول دعا کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب نہ کریں اس وقت تک اپنے اعمال پر ہم خوش نہیں ہو سکتے۔ نہیں کہہ سکتے کہ اللہ تعالیٰ ان کو قبول کرے گا بھی یا کہ نہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے صاف اور پُرشوکت الفاظ میں ہمیں بتا دیا ہے قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّي لَوْلَا دُعَاؤُكُمْ تمہاری کیا پرواہ ہے تمہاری نیکیوں کی کیا پرواہ ہے۔ تمہارے اعمال کی کیا پرواہ ہے میرے رب کو۔ اگر دعا کے ساتھ تم اس کی طرف جھکو نہ۔

لیکن ہمیں تو اس کی پرواہ ہے اور اگر ہم یہ چاہتے ہیں کہ وہ ہم پر اپنی محبت کے جلوے ظاہر کرتا رہے تو ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم دعاؤں کے ذریعہ سے ان دعاؤں کے ذریعہ سے ان دعاؤں کے ذریعہ سے جن میں تمام شرائط دعا پائی جاتی ہوں اسکے فضل کو جذب کرنے والے ہوں اگر ہم ایسا نہیں کریں گے تو ہمارے اعمال کی اتنی بھی قیمت نہیں جتنی کیڑی کے ایک پاؤں کی قیمت دنیا کی نگاہ میں ہے۔

دوسرے اللہ تعالیٰ نے یہ بتایا کہ اسلام نے ایسی تعلیم ہمیں عطا کی ہے کہ اگر ہم اس تعلیم کو پیشِ نظر رکھیں اور اسلام کی ہدایات پر عمل کریں تو ہم امید رکھ سکتے ہیں کہ ہمارا خدا جو سمیع ہے۔ ہماری دعاؤں کو سنے گا اور قبول کرے گا۔ اور ہمارے لئے اپنی رحمت کے سامان پیدا کرے گا۔

اور تیسری بات ہمیں یہ بتائی کہ خدا تعالیٰ بے شک السمیع ہے لیکن وہ علیم بھی ہے ایک انسان دنیا کو دھوکا دے سکتا ہے وہ ظاہری بزرگی کا جبہ پہن سکتا ہے وہ ہزار تکلف کے ساتھ اپنی بزرگی کا اعلان کر سکتا ہے لیکن اپنے رب کو وہ دھوکا نہیں دے سکتا۔ پس وہی شخص خدا کے نزدیک مقبول ہے اور اسی کی دعائیں قبول کی جاتی ہیں جس کے دل میں کسی قسم کا فساد اور گند اور ناپاکی نہ ہو۔ کبر۔ تکبر نخوت، خود پسندی خود رائی، اپنے آپ کو کچھ سمجھنا اور دنیا کو حقیر سمجھنا یہ باتیں نہ ہوں۔ بلکہ خدا تعالیٰ کے حقیقی عشق سے جو گناہ سوز ہے اس کی تمام کمزوریاں اور گناہ خاک ہو گئے ہوں اور وہ ایک پاک دل کے ساتھ اور ایک مطہر سینہ کے ساتھ آنسو بہانے والی آنکھ کے ساتھ اپنے رب کے حضور جھکنے والا ہو۔ تب اسکی دعا کو قبول کیا جاتا ہے

لیکن ہمارا خدا (نعوذ باللہ) جاہل نہیں ہے کوئی چیز اس سے چھپی ہوئی نہیں ہے وہ جیسا کہ قرآن کریم نے فرمایا ہے

سینوں کی باتوں کو جانتا ہے

وہ جیسا کہ قرآن کریم میں بڑی وضاحت سے بیان ہوا ہے کہ کون متقی ہے اور کون نہیں وہ جانتا ہے کہ کون ہمارا دشمن ہے اور کون دوست وہ جانتا ہے کہ کس چیز میں ہماری بھلائی ہے اور کس چیز میں ہمارا نقصان ہے پس ہماری دعاؤں کو علیم ہونے کی حیثیت سے قبول کرتا ہے (نعوذ باللہ) بے وقوف ماں کی طرح نہیں ہے کہ اگر بچہ آگ کا انگارہ اس سے مانگے تو بعض دفعہ چڑچڑانے پن میں وہ آگ کا انگارہ اسکے سامنے رکھ دیتی ہے اور بچے کے ہاتھ کو جلا دیتی ہے وہ ماں سے زیادہ محبت کرنیوالا ہے وہ باپ سے بھی زیادہ پیار کرنیوالا ہے وہ جب دعاؤں کو قبول کرنے پر آتا ہے تو انہی دعاؤں کو اسی رنگ میں قبول کرتا ہے جو دعائیں جس رنگ میں ہمارے فائدہ کیلئے ہیں۔

لیکن جب دعا میں جو چیز مانگی گئی ہے وہ ہمارے فائدہ کیلئے نہ ہو تو وہ اسے رد کر دیتا ہے اور اسکی بجائے محض اپنے فضل اور رحم سے کسی اور شکل اور کسی اور رنگ میں اپنی رحمت کو ظاہر کرتا ہے وہ بڑا ہی پیار کرنے والا وہ بڑا ہی محبت کرنیوالا رب ہے، ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم اسکے شکر گذار بندے بنکر اپنی زندگیوں کے دن گذاریں اور ہم اپنے اندر اتحاد و اتفاق کو ہمیشہ قائم رکھیں اور اس حقیقت کو کبھی نظر انداز نہ کریں۔ م

ہیں۔ کیونکہ سب بزرگیاں اور سب نیکیاں دل ہی میں ہیں۔ منافقت راشدہ کے پاؤں کے نیچے ہے جو شخص اس سے باہر اپنے آپ کو کچھ سمجھتا ہے اسکی دعائیں اگر قبول بھی ہوں تو وہ قبولیت اصطفاء کی نہیں وہ قبولیت ابتلاء اور امتحان کی ہے

سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(بقیہ صفحہ ۲)

یہ خالقِ کائنات کی طرف سے مخلوق کے نام پہلا پیغام ہے کہ آپ پر نازل ہوا تھا اس نے آپ کو بتایا کہ فلاں قسم کی آلودگیوں میں ملوث دُنیا کو گناہوں کی گندگی سے نجات دینے اور اُن کو اپنے خالق و مالک کی طرف دعوت دینے کے اہم کام کے لئے آپ کو کھڑا کیا جاتا ہے۔ اس لئے آپ اُٹھیں اور ساری دُنیا کو سچے خدا کی طرف بلائیں ——!!

ظاہر ہے کہ یہ ایک بڑی بھاری ذمہ داری تھی بہت بڑا کام تھا۔ بگڑی دُنیا کو سنوار دینا کوئی آسان بات نہ تھی اس اہم ذمہ داری کا احساس کر کے آپ کے دل میں فکر پیدا ہوا۔ اس فکرمندی کی حالت میں آپ غارِ حرا سے گھر لوٹے اور اپنی غمخوار نیک سیرت بیوی سے سارا ماجرا کہہ سنایا۔ اور اپنی فکرمندی کا بھی ذکر کیا۔ اس نیک خاتون نے ساری بات سنتے ہی آپ کو حوصلہ دیا۔ اور آپ کی

حضورؐ کی پاکیزہ زندگی اور دو عظیم الشان شہادتیں

خداداد صلاحیتوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے عرض کی :-

كَلَّا أَبْشِرْ فَوَاللّٰهِ لَا يُخْزِيْكَ اللّٰهُ أَبَدًا إِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَصْدُقُ الْحَدِيْثَ وَتَحْمِلُ الْكَلَّ وَتَكْسِبُ الْمَعْدُوْمَ وَتَقْرِي الضَّيْفَ وَتُعِيْنُ عَلٰى نَوَائِبِ الْحَقِّ۔

نہیں نہیں ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا بلکہ آپ خوش ہوں خدا کی قسم اللہ آپ کو (اس کام میں جو آپ کے سپرد کیا گیا ہے) کبھی رسوا نہیں نہیں کرے گا۔ اور آپ ضرور کامیاب و کامران ہوں گے اسلئے کہ آپ کے اندر ایسی صلاحیتیں موجود ہیں جن کے سبب خدا کی نظر انتخاب آپ پر پڑی ہے ۔ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں ——————!

ہمیشہ سچ بولتے ہیں ۔ اور لوگوں کے بوجھ بٹاتے ہیں اور آپ میں وہ تمام خوبیاں موجود ہیں جو اور لوگوں میں نہیں پائی جاتیں آپ مہمان نواز ہیں اور راستی کی راہ میں جو روکیں پیش آئیں آپ ان کا ازالہ کر کے اس راستی کی اعانت کرتے ہیں ۔ (بخاری)

حضور سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاکیزہ اور ہمدردیٔ خلق سے معمور زندگی کی یہ اندرونی شہادت ہے جو آپ کی رفیقۂ حیات نے ایک لمبے عرصہ تک آپ کے ساتھ زندگی گذارنے کے بعد دی ——۔ اس کے ساتھ آپ اس بیرونی شہادت پر بھی غور کریں جو آپ کے شدید مخالفین نے برملا طور پر دی ۔ تفصیل اس اجمال کی اس طرح ہے کہ جب آپ کو خدا تعالےٰ کی طرف سے یہ حکم ملا کہ وَأَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْأَقْرَبِيْنَ یعنی اپنے قریبی رشتہ داروں کو بھی ہوشیار اور بیدار کریں ۔ تو آپ اس کی تعمیل میں کوہِ صفا پر چڑھ گئے اور ہر ایک قبیلہ کا نام لے کر قریش کو اپنے گرد جمع کیا ۔ جب سارے لوگ جمع ہو گئے ۔ تو آپ نے فرمایا :-

" اَے قریش اگر میں تم کو یہ خبر دوں کہ اس پہاڑ کے پیچھے ایک جرار لشکر ہے جو تم پر حملہ کرنے کو تیار ہے تو کیا تم میری بات مانو گے ؟"

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ بات سن کر سب نے بالاتفاق کہا۔

"ہاں ہم ضرور مانیں گے کیونکہ ہم نے آپ کو ہمیشہ سچ بولتے پایا ہے ۔ آپ نے فرمایا "تو پھر سنو! میں تم کو خبر دیتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ کے عذاب کا لشکر تمہارے قریب پہنچ چکا ہے ۔ خدا پر ایمان لاؤ۔ تا تم اس عذاب سے بچ جاؤ ۔ اس پر قریش نے آپ کے یہ الفاظ سن کر ہنسی مذاق میں ٹال دیا ——————!!

میں آپ کی پاکیزہ جوانی کے زمانہ کا ذکر کر رہا تھا ۔ اللہ تعالےٰ نے جب آپ کو اصلاح کے کام پر مامور فرمایا تو آپ نے خدا تعالےٰ سے الہام پا کر اسی بات کو اپنی صداقت کے لئے بطور گواہ کے پیش کیا۔

فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ أَفَلَا تَعْقِلُوْنَ

اے لوگو! میں تم میں عمر کا ایک لمبا عرصہ گذار چکا ہوں میری زندگی کے نشیب و فراز تمہاری نگاہوں کے سامنے رہے ہیں تم خود اس بات کے ذاتی گواہ ہو کہ میری زندگی ہر قسم کے کذب و افترا سے منزہ گذری ہے اور میرے شب و روز نوعِ انسان کی سچی ہمدردی اور اس کی خیر خواہی میں صرف ہوئے پس جو پیغام میں لوگوں کے سامنے پیش کر رہا ہوں وہ بھی اسی جڑ کی شاخ ہے اور اسی جوہر کے ٹکڑے ہیں

شدید مخالفت کا سامنا اور مظالم پر بے نظیر صبر

اب ذرا حضرت خدیجہ کی گواہی اور کفارِ مکہ کے اس اعتراف کو پھر دماغوں میں لا کر غور کریں کہ کس طرح حضور کی زندگی بجائے خود حضور کی بلند اخلاقی، صداقت شعاری اور خدا ترسی اور خدا کی خوشنودی کے حصول اور اس کے بندوں کو اس کے ساتھ ملانے اور انہیں نیک اور متقی بنانے میں صرف ہوتی تھی ۔ اور کہ آپ کے دل میں انسانوں سے بے پناہ محبت تھی اسی لئے تو ساری عمر مخالفین کے ظلم کا نشانہ بنے رہے ۔ یہ بات خاص طور پر قابلِ غور ہے کہ آخر آپ نے مکہ والوں کا کیا بگاڑا تھا کہ اپنے وطن میں بھی نہ ٹکنے دیا۔ اور جب ان کے مظالم سے تنگ آ کر مدینہ چلے گئے تو بھی مخالفین نے آپ کا پیچھا کیا اور چین سے بیٹھنے نہ دیا۔

ابھی آپ مکہ ہی میں تھے اور خدا کے حکم سے روزانہ لوگوں کو ہدایت کی باتیں سناتے ۔ کوئی سنتا اور کوئی مذاق اُڑاتا مگر آپ اپنے کام میں لگے رہتے جب مکہ والوں کو آپ خدا کا پیغام اچھی طرح پہنچا چکے تو آپ نے سوچا کہ مکہ سے جنوب مشرق کی جانب چالیس میل کے فاصلہ پر ایک مشہور شہر طائف تھا وہاں جا کر پیغام حق پہنچائیں چنانچہ حضور وہاں تشریف لے گئے ۔ دس روز وہاں قیام کیا۔ رؤسا شہر نے آپ کا مذاق اُڑایا اور شہر کے اوباش لڑکوں کو آپ کے پیچھے لگا دیا۔ جنہوں نے برابر تین میل تک آپ کا تعاقب کیا۔ اور اس قدر آپ پر پتھر برسائے کہ آپ سر سے لے کر پاؤں تک لہولہان ہو گئے۔

حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اس سفر سے واپسی پر آپ کے پاس پہاڑوں کا فرشتہ آیا اور عرض کی کہ :-

" مجھے خدا نے آپ کے پاس بھیجا ہے تا اگر ارشاد ہو تو میں طائف کے قریب کے دونوں پہاڑ ان لوگوں پر پیوست کر کے ان کا خاتمہ کر دوں "۔

مگر آپ نے سُن کر رحمۃ للعالمین نے اس کے جواب میں کیا کہا؟ آپ نے فرمایا :-

"نہیں نہیں! مجھے امید ہے کہ اللہ تعالےٰ انہیں لوگوں میں سے وہ لوگ پیدا کر دے گا جو خدائے واحد کی پرستش کریں گے"۔

روایت میں یہ بھی آتا ہے کہ اوباش لڑکے جب پتھر مار رہے تھے تو حضور کی زبان پر اُن کے حق میں دعائیں جاری تھیں حضور فرما رہے تھے :-

اَللّٰهُمَّ اهْدِ قَوْمِيْ فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ۔

اے میرے خدایا! میری قوم کو ہدایت دے اس لئے کہ وہ میری اصل پوزیشن کو اس وقت نہیں دیکھ رہے!!

اللہ اللہ صبر و تحمل کا یہ بے نظیر نمونہ! ایک طرف دشمن ہے کہ اس نے اپنی عداوت دشمنی اور ایذا رسانی میں کوئی کسر نہ چھوڑی آپ کو لہولہان کر دیا ہے مگر آپ ہیں کہ اس موقعہ پر بھی دعائیں دے رہے ہیں ۔

گالیاں سُن کے دعا دیتا ہوں ان لوگوں کو
رحم ہے جوش میں اور غیظ گھٹایا ہم نے

طائف سے تین میل کے فاصلہ پر عتبہ بن ربیعہ رئیس مکہ کا ایک باغ تھا وہاں پہنچ کر آپ نے ایک دیوار کے سایہ میں کھڑے ہو کر لوگوں کے مقابلہ میں اپنی کمزوری ناتوانی اور بے بسی کی بارگاہِ خداوندی میں شکایت کی ۔

پیشوایانِ مذاہب سے محبت

آپ کی اس حالت کو دیکھ کر عتبہ کا دل بھر آیا اور اس نے اپنے ایک عیسائی غلام عداس نامی کے ہاتھ انگوروں کا ایک خوشہ آپ کے لئے بھیجا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے عداس سے مخاطب ہو کر فرمایا:-

"تم کہاں کے رہنے والے ہو؟ اور کس مذہب کے پابند ہو؟

اُس نے کہا: میں نینوا کا رہنے والا ہوں اور عیسائیت میرا مذہب ہے "

آپ نے فرمایا :-

"کیا وہی نینوا جو خدا کے صالح بندے یونس بن متی کا مسکن تھا؟

عداس نے کہا ہاں، مگر آپ کو کیسے علم ہو گیا ہے؟ آپ نے فرمایا:-

" وہ میرا بھائی تھا۔ کیونکہ وہ بھی اللہ کا نبی تھا اور میں بھی اللہ کا

نبی ہوں"

غور کیا آپ نے ایسے وقت میں جب کسی صالح مرد کا ذکر آ گیا تو آپ کی محبت اس کے لئے جوش میں آ گئی اور جس طرح ایک بھائی اپنے دوسرے بھائی کو نہ پاکر بے قرار ہو جاتا ہے اسی طرح خدا کے نبی حضرت یونس کے مسکن کا نام لینے سے آپ کے دل میں بھی حضرت یونس کی محبت نے جوش مارا۔

اللہ تعالےٰ پر کامل یقین

اللہ تعالےٰ پر آپ کو کامل یقین تھا۔ موضوع کی رعایت سے آپ کی سیرت مقدسہ میں سے صرف دو واقعات بطور نمونہ پیش ہیں:۔

ایک دفعہ حضور کسی غزوہ سے واپس تشریف لا رہے تھے رستہ میں دوپہر کا وقت آیا۔ ایک جگہ پڑاؤ کیا۔ آپ کے صحابہ مختلف درختوں کے ساتھ آرام کرنے کے لئے منتشر ہو گئے۔ حضور نے بھی ایک درخت کی ٹہنی سے اپنی تلوار لٹکا کر سایہ میں استراحت فرمانے لگے۔ آپ کا ایک دشمن جو شاید اسی تاک میں تھا اچانک آ نکلا اور اس نے لٹکی ہوئی تلوار ہاتھ میں لی اُسے میان سے نکال کر حضور کو للکارا۔ آپ نیند سے بیدار ہوئے تو دیکھا کہ حضور کی ننگی تلوار دشمن کے ہاتھ میں ہے اور وہ سر پر کھڑا چیلنج کر رہا ہے کہ اے محمد بتا اس وقت تجھ کو مجھ سے کون بچا سکتا ہے۔ آپ نے اس کے سوال پر پورے یقین کے ساتھ نہایت جذبہ سے فرمایا:۔

"اللہ"

اللہ کا لفظ حضور کے منہ سے نکلنے کی دیر تھی کہ دشمن کے اوسان خطا ہو گئے اور اس کے ہاتھ سے تلوار گر گئی۔ حضور نے جھٹ سے اُٹھا لی اور اُس کا وہی فقرہ حضور نے دہرایا کہ تم کو مجھ سے کون بچا سکتا ہے؟

وہ آپ سے جان بخشی کی منتیں کرنے لگا۔ آپ نے فرمایا "میرا جواب سننے کے باوجود تم اُسی کو کیوں دوہرا نہیں سکتے!!" لیکن حقیقت یہ ہے کہ جس قدر پختہ یقین اللہ تعالےٰ کی ذات پر آپ کو حاصل تھا اُس کا عُشرِ عشیر بھی ہو سکتا تھا اسی لئے تو باوجود کوشش کرنے کے اُس کے منہ سے وہ لفظ نہ نکل سکا۔ غور کا مقام ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جس پختہ یقین کے ساتھ "اللہ" کا نام لیا اسی یقین کے مطابق پھر خدا

تعالےٰ نے بھی اپنی قدرت کا شاندار کرشمہ بھی دکھا دیا۔

(۲) خدا تعالےٰ کی ذات پر پختہ یقین کا دوسرا واقعہ ہجرت کے ساتھ تعلق رکھتا ہے تاریخوں میں آتا ہے کہ جس رات مکہ والوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو قتل کر دینے کا فیصلہ کر لیا خدا تعالےٰ نے اپنے پیارے رسول کو اُسی رات مکہ سے نکل جانے کا حکم دیا۔ چنانچہ اُن کے پہرہ داروں کے سامنے سے بڑے اطمینان اور پوری تسلی کے ساتھ حضور گذر گئے اور ابوبکرؓ کو ساتھ لئے غار ثور میں پناہ گزین ہو گئے۔ جب مکہ والوں نے صبح دیکھا کہ اُن کا منصوبہ ناکام ہو چکا ہے تو وہ بہت سٹپٹائے آخر ماہر کھوجی مکہ والوں کو ٹھیک غار ثور کے منہ پر لے گیا۔ روایات بتاتی ہیں کہ وہ لوگ غار کے اس قدر قریب پہنچ چکے تھے کہ حضرت ابوبکرؓ کو ان کی پنڈلیاں نظر آ رہی تھیں۔ چنانچہ حضرت ابوبکرؓ نے اس موقعہ پر کسی قدر اندیشے کا اظہار کیا ——۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ دشمن اس قدر قریب ہے کہ اگر وہ ذرا بھی نیچے ہو کر جھانک لیں تو وہ ہمیں ضرور دیکھ لیں گے ایسے سخت خطرناک موقعہ پر حضور نے اللہ تعالےٰ پر پورا یقین اور کامل توکل رکھتے ہوئے بجائے کسی طرح سے فکر کا اظہار کرنے کے حضرت ابوبکرؓ کو تسلی آمیز انداز میں فرمایا:۔

لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا

غم نہ کیجیے اللہ ہمارے ساتھ ہے!!

چنانچہ جس خدا پر حضور نے پورا توکل کیا تھا اس نے بھی اپنی قدرت کا شاندار کرشمہ ظاہر کرتے ہوئے غار کے منہ پر پہنچے ہوئے دشمن کو اتنی توفیق نہ دی کہ جھک کر دیکھ ہی لیتا!!

اپنی رسالت پر پختہ یقین

اس کے ساتھ ہی حضور کے خود اپنی رسالت کے متعلق تھا۔ اس سلسلہ میں بطور نمونہ حضور کی سیرت طیبہ سے اُس زمانہ کا واقعہ خاص طور پر قابل ذکر ہے جبکہ مکہ کے بڑے بڑے رؤسا نے حضرت ابوطالب کی خدمت میں حاضر ہو کر درخواست کی آپ اپنے بھتیجے کو ایک خدا کی عبادت اور تبلیغ کرنے سے باز رکھیں اسی سلسلہ میں انہوں نے آپ کو سخت دھمکی بھی دی اور ساتھ ہی ابوطالب کو اس بات سے بھی ڈرایا کہ اگر تم نے ہماری بات نہ مانی تو ہم سب مل کر تیرے ساتھ مقابلہ کریں گے۔

یہاں تک کہ دونوں فریقوں میں ایک ہلاک ہو جائے۔ اس صورتِ حال کو دیکھ کر ابوطالب بھی گھبرا گئے —— تب حضور کو کہا:۔

میں تجھے خیر خواہی کی راہ سے کہتا ہوں کہ ایسی باتوں سے باز آ جاؤ ورنہ میں قوم کے مقابلہ کی طاقت نہیں رکھتا۔"

حضور نے جواب میں کہا:۔

اے چچا یہی تو کام ہے جس کے لئے میں بھیجا گیا ہوں اگر اس میں مجھے مرنا در پیش ہے تو میں بخوشی اپنے لئے اس موت کو قبول کرتا ہوں۔ اور خدا کی قسم اگر یہ لوگ میرے داہنے ہاتھ پر سورج اور بائیں ہاتھ پر چاند رکھ دیں تب بھی میں اپنے فرض سے باز نہیں رہوں گا اور اپنے کام میں لگا رہوں گا

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم یہ تقریر کر رہے تھے اور آپ کے چہرے پر سچائی اور نورانیت سے بھری ہوئی رقت نمایاں ہو رہی تھی۔ اور جب آپ یہ تقریر ختم کر چکے تو حق کی روشنی دیکھ کر ابوطالب کے آنسو جاری ہو گئے۔ اور کہا کہ میں تیری اس اعلےٰ حالت سے بے خبر تھا۔ تو اور ہی رنگ اور اور ہی شان میں ہے جا اپنے کام میں لگا رہ۔ جب تک میں زندہ ہوں جہاں تک میری طاقت ہے میں تیرا ساتھ دوں گا —!! (ازالہ اوہام صفحہ ۱۰ ملخصاً)

اپنے ہاتھ سے کام کرنے کی عادت

حضور کی سیرت مقدسہ میں یہ بات بھی نمایاں طور پر نظر آتی ہے کہ آپ نے ہمیشہ اپنے آپ کو مصروف رکھا اور اپنے ہاتھ سے کام کرنے میں کبھی عار محسوس نہ کی بلکہ اسے عزت و شرف کا موجب قرار دیا۔ اس کے برعکس نکمے بیٹھے رہنے اور سوال کرنے کو سخت ناپسند فرمایا۔ بکریاں چرانے تک کے معمولی کام کو بھی حقیر نہ جانا۔ چنانچہ ایک دفعہ حضور نے دورانِ تقریر یہ فرمایا:۔

مَا مِنْ نَبِیٍّ اِلَّا قَدْ رَعَی الْغَنَمَ

کہ ہر نبی نے بکریاں چرائی ہیں۔

تو صحابہؓ نے عرض کیا وَ اَنْتَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ؟ کیا حضور نے بھی ایسا کیا؟ فرمایا نَعَمْ کُنْتُ اَرْعَاھَا عَلٰی قَرَارِیْطَ لِاَھْلِ مَکَّۃَ۔

"ہاں ہاں میں چند قیراط کے عوض مکہ والوں کی بکریاں چرایا کرتا تھا ہوں"۔

اس کے علاوہ گھر کے تمام کام کاج میں گھر والوں کا ہاتھ بٹانا آپ کا معمول تھا۔

پھر اپنے ہاتھ سے پانی بھر لیتے۔ بسا اوقات اپنے جوتے کی مرمت خود فرما لیتے۔ اسلامی جنگوں میں خود شریک ہو کر مختلف قسم کے فرائض بنفسِ نفیس ادا فرماتے۔ غزوہ خندق کے موقعہ پر خود بھی کدالیں چلائیں بلکہ ایک موقعہ پر جب ایک سخت پتھر آ گیا جسے صحابہ کرام توڑنے سے قاصر رہے تو حضور کی ضرب سے وہ ریزہ ریزہ ہو گیا —!!

اس قسم کے بیسیوں واقعات حضور کی مبارک زندگی میں ملتے ہیں جو ہر انسان کے لئے مشعلِ راہ کا کام دیتے ہیں اور تصویری زبان میں اس بات کا سبق دیتے ہیں کہ عمل میں وقار ہے اور بے عملی میں ذلت اور رسوائی —!!

آپ کی انتہائی مصروفیات اور اخلاق فاضلہ کا اظہار

بعثت کے بعد حضور کی مصروفیات بے حد بڑھ گئیں۔ ان شدید مصروفیات کے باوجود آپ کی بلند اخلاقی برقرار رہی عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ ایک شخص جسے مختلف قسم کی مصروفیات ہوں تو بسا اوقات وہ اپنے ملنے والوں کی کثرت کے سبب چڑچڑا مزاج بن جاتا ہے۔ کوئی صاحبِ حاجت کسی شدید ضرورت کے سبب وقت بے وقت آ جاتے تو اس سے تنگ پڑنے لگتا ہے —— مگر حضور سرورِ دو عالم نہایت درجہ معروف الاوقات ہیں۔ آپ نے مختلف النوع اشغال کا اس قدر ہجوم تھا کہ اس کا تذکرہ ہی انسان کو محوِ حیرت بنا دیتا ہے۔ اس کے باوجود آپ کی طبیعت ہمیشہ شگفتہ رہی اور کبھی ملول دکھائی نہیں دیئے —!! تھوڑی دیر کے لئے آپ کی مصروفیات کا تصور تو کیجیے:۔

- —— پنجگانہ نماز میں آپ پڑھاتے ہیں۔
- —— صحابہ کی تعلیم و تربیت کا سلسلہ باقاعدہ جاری ہے اس میں کبھی تخلّف نہیں۔
- —— گھر کے کام کاج میں پوری دلچسپی اپنی جگہ پر ہے ایک نہیں دو نہیں نو بیویاں ہیں۔ ان کے حقوق کی ادائیگی ان کے جذبات کا احترام۔!!
- —— بچوں کی تربیت ان کی دیکھ بھال
- —— پھر مہمان نوازی آپ فرماتے ہیں —— بیمار پرسی آپ فرماتے ہیں۔
- —— مقدمات آپ سنتے ہیں۔ تنازعات کے فیصلے آپ کرتے ہیں۔
- —— اجتماعی جنگی مہمات کے لئے آپ ہی

سب پلان بتاتے ہیں ۔ ہدایات دیتے ہیں ۔ تفصیلات ذہن نشین کراتے ہیں ۔ ہر امر کی نگرانی خود فرماتے ہیں ۔ ہر میدان میں مظفر و منصور لوٹتے ہیں ۔ دشمنوں کے حملوں کا کامیاب مقابلہ کے ساتھ ساتھ ان کی تمام تدابیر کو ناکام و نامراد بنا دیتے ہیں

● غریبوں مسکینوں، بیواؤں کی خبر گیری آپ فرماتے ہیں ۔

● یتامیٰ و مساکین کا آپ خیال رکھتے ہیں ۔ اُن کی دلداری فرماتے ہیں

۔ اور عجیب تر بات یہ کہ ان سب ڈیوٹیوں کو بطریق احسن ادا کرتے چلے جاتے ہیں ۔ اور سب میں مثالی نمونہ پیش کرتے ہیں دو لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ)

ان جملہ مصروفیات کو ایک طرف رکھیئے اب آیئے حضور کی عبادت گذاری کا حال سُنیئے ۔ پانچ نمازیں تو فرض ہیں اُن کی ادائیگی کے لئے دیگر مسلمانوں کو ساتھ لے کر بڑی باقاعدگی کے ساتھ نمازیں ادا کی جاتی ہیں ۔ پھر نوافل ہیں ۔ اشراق کی نماز ضحیٰ کی نماز یہ تو دن کی نمازیں ہیں مگر رات کی نفلی نماز کی کیفیت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں :۔

حَتّٰی تَتَفَطَّرَ قَدَمَاهُ کہ کھڑے کھڑے حضور کے پاؤں متورم ہو جاتے ۔ دن کے وقت مختلف قسم کے کام کاج سے فارغ ہو کر جب ساری دنیا میٹھی نیند سو جاتی تو آپ پچھلی رات کو اٹھتے اور گھنٹوں بارگاہ الٰہی میں گڑ گڑا کر دنیا کی بھلائی کے لئے دعائیں کرتے اور یہ عبادت کوئی وقتی یا ہنگامی نوعیت کی نہ تھی بلکہ حضور کی زندگی کا معمول تھا نہیں معلوم کہ حضور آرام کب فرماتے تھے اور کتنی دیر کے لئے ؟

حضور کی مہمان نوازی ۔ اور اس کا ایک عجیب واقعہ

حضرت خدیجہ کے بیان میں مختصر طور پر اس امر کا اشارہ پہلے گذر چکا ہے کہ مہمان نوازی کی صفت حسنہ میں بھی حضور کو درجہ امتیاز حاصل تھا ۔ اس سلسلہ میں صرف ایک ہی واقعہ بطور نمونہ پیش کیا جاتا ہے

ایک دفعہ ایک غیر مسلم آپ کے یہاں بطور مہمان قیام پذیر ہوا ۔ حضور نے اسے اپنے یہاں رات کو جگہ دی ۔ کھانا کھلایا ۔ بستر دیا ۔ رات کو مہمان کا معدہ بگڑا اس نے بستر پر ہی پاخانہ کر دیا ۔ مہمان نواز کے سامنے شرمندگی سے بچنے کے لئے وہ صبح سویرے بغیر اطلاع و اجازت چلا گیا ۔ صبح ہوئی آپ نے دیکھا کہ مہمان تو غائب ہے مگر بستر گندہ اور خراب پڑا ہے ۔ آپ نے بلا تامل اپنے دست مبارک سے بستر کو صاف کرنا شروع کر دیا ۔ اس اثنا میں مہمان کو راہ چلتے یاد آیا کہ اُس کی قیمتی تلوار حضور کے دولتکدہ میں رہ گئی ہے ۔ اس پر وہ لوٹا ۔ آتے ہی اس نے حضور کو اُس کی نجاست دھوتے دیکھا تو آپ کے عملی نمونہ کو دیکھ کر آپ کا گرویدہ بن گیا اور لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہہ کر اسلام میں داخل ہو گیا ۔ !!

نادان دشمن اور ناواقف مخالف کہتا ہے کہ اسلام تلوار سے پھیلا وہ اُس تلوار سے بے خبر ہے جو اخلاق کی تلوار تھی جو براہ راست دلوں پر وار کرتی اور ہمیشہ کے لئے اس کا غلام بنا دیتی ہے ۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک ۔

فتح مکّہ اور عام معافی

اہل مکہ کی دشمنی اور عناد اس حد تک بڑھا کہ آپ کو اور آپ کے صحابہ کو مکہ میں ٹھہرنا ناممکن بنا دیا گیا ۔ آپ کے صحابہ نے پہلے تو حبشہ کی طرف ہجرت کی ۔ جب ظلم زیادہ شدت اختیار کر گیا تو ایمان لانے والوں کی بڑی تعداد مکہ سے شمال کی طرف دو اڑھائی سو میل دور مدینہ کی طرف ہجرت کر جانے پر مجبور ہوئی ۔ حتیٰ کہ وہ وقت بھی آ گیا جب خود آپ کو اپنی پیاری جنم بھومی کو خیر باد کہنا پڑا ۔ مدینہ میں پہنچ جانے کے بعد بھی دشمن نے چین نہ لینے دیا ۔ بلکہ متعدد بار بڑے بڑے لشکر تیار کر کے مدینہ پر چڑھائی کی بلکہ آخری مرتبہ تو سارے عرب کو ورغلا کر مدینہ پر حملہ آور ہوئے ۔ ہر موقعہ پر خدا نے مومنوں کی مدد کی ۔ اس بار بھی قدرت نے غیر معمولی تائید و نصرت کے کرشمے دکھائے اور کئی روز کے محاصرہ کے بعد خود بخود ہی محاصرہ چھوڑ کر بھاگ گئے ۔

جنگ احزاب کے ایک سال بعد ۶ھ میں حدیبیہ کے مقام پر قریش مکہ اور مسلمانوں کا ایک معاہدہ ہوا ۔ جو صلح حدیبیہ کے نام سے مشہور ہے ۔ اس معاہدہ کے بعد آپ کو کسی قدر چین ملا ۔ اس عرصہ میں آپ نے ارد گرد کے بادشاہوں کے نام تبلیغی خطوط لکھے ۔ اور انہیں اسلام کی طرف دعوت دی ۔ چنانچہ قیصر روم ۔ کسریٰ ایران مقوقس شاہ مصر ۔ نجاشی شاہ حبشہ یا ابی سینیا وغیرہ کو خطوط رقم فرمائے

صلح حدیبیہ پر ابھی دو سال کا پورا عرصہ بھی نہ گذرا تھا کہ قریش نے معاہدہ کی شرائط توڑ کر مسلمانوں کے بعض حلیفوں پر حملہ کر دیا ۔ آپ نے قریش کو اس طرف توجہ دلائی مگر قریش نے معاہدہ حدیبیہ کو ختم کر دینے کا اظہار کیا ۔ اس پر حضور نے دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ مکہ میں پُر امن طریق پر داخل ہونے کی تیاری شروع کر دی ۔ جب یہ قدوسی آپ کی قیادت میں پُر امن طریق پر داخل ہوئے تو کسی کو مقابلہ کی جرأت نہ ہوئی ۔ حضرت نے پہلے ہی اعلان کر دیا تھا کہ جو شخص اپنے گھر کا دروازہ بند کر دے گا اُسے امن دیا جائے گا ۔

حضور نے قریش کے مجمع سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا اے قریش کے گروہ تمہارا اس بارے میں کیا خیال ہے کہ میں تمہارے ساتھ کیا سلوک کروں گا ۔

" قریش نے کہا ہم آپ سے بھلائی کی توقع رکھتے ہیں ۔ کیونکہ آپ ہمارے بزرگ بھائی کے بیٹے ہیں ۔

آپ نے یہ جواب سن کر فرمایا ۔ اچھا میں بھی تم سے وہی کہتا ہوں جو یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کہا تھا

لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ
اِذْهَبُوْا فَاَنْتُمُ الطُّلَقَاءُ

یعنی آج تم پر کوئی ڈانٹ نہیں ہے جاؤ تم تمام آزاد ہو ۔

اس طرح آپ نے اپنے عفو کا شاندار نمونہ دکھایا ۔ ایسے ظالم ۔ سفاک ۔ دغاباز عہد شکن اور کینہ پرور دشمنوں پر فتح اور تسلط پا جانے کے باوجود اُن کو قطعی طور پر معاف کر دیا جس کی نظیر ساری تاریخ عالم میں نہیں ملتی ۔ حضور کے اس بے نظیر عفو کا ایسا اثر ہوا کہ لوگ جوق در جوق اسلام میں داخل ہونے شروع ہو گئے ۔ !!

حضور کی تواضع

اس شاندار کامیابی کے ماحول میں آپ کی سیرت کا ایک اور پہلو بھی بڑا ہی پیارا اور شاندار ہے لوگ ایسے موقعوں پر عام طور پر بڑے متکبر اور مغرور ہو جایا کرتے ہیں ۔ فتح کے نشہ میں کسی کو خاطر میں نہیں لایا کرتے مگر پیارے آقا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی کیفیت اس سے یکسر مختلف تھی ۔ اہل مکہ کے اسی مجمع کی بات ہے کہ آپ کے سامنے ایک ایسا آدمی بھی حاضر ہوا جو حضور کے رعب سے کانپ رہا تھا ۔ حضور نے اس کی دہشت زدہ کیفیت دیکھی اُسے تسلی دیتے ہوئے فرمایا هَوِّنْ عَلَيْكَ فَلَسْتُ بِمَلِكٍ تم خوف نہ کرو ۔ میں اُس ماں کا بیٹا ہوں جو بوقت ضرورت رات کا گوشت استعمال کر لیا کرتی تھی ۔

یہ ہے اخلاق کی بلندی اور اپنے نفس کو نہ بھول جانا ۔ عام طور پر ایسے مواقع پر لوگ اپنی ابتدائی کمزوری اور غربت کے ایام کو بھول جاتے ہیں اور تمول اور اقتدار کی حالت میں بڑی ڈینگیں مارا کرتے ہیں ۔ مگر آپ کی بلند اخلاقی تھی کہ آپ نے اپنے ابتدائی غربت کے ایام کو اُس وقت بھی نہ صرف یاد کیا بلکہ بھری مجلس میں اس کا اظہار فرما دیا ۔

حضور کا تحمّل اور بردباری

اس کے ساتھ ایک اور واقعہ حضور کے تحمل اور بردباری کا سُنیئے جو ایک دوسرے پہلو سے حضور کے اخلاق فاضلہ کو اجاگر کرتا ہے ۔ یہ واقعہ آپ کی حیات طیبہ کے آخری ایام سے تعلق رکھتا ہے ۔ جبکہ آپ کو عرب میں ایک وسیع علاقہ پر کامل اقتدار حاصل تھا اور مختلف مقامات سے اموال آتے تھے اور حضور صحابہ کرام اور دوسرے لوگوں میں تقسیم فرماتے ۔ ایک دفعہ حسب دستور حضور نے کچھ اموال کی تقسیم فرمائی مجمع میں ایک آدمی بول اُٹھا مَا اُرِيْدَ بِهٰذِهٖ وَجْهُ اللّٰهِ اس تقسیم میں عند اللہ عدل سے کام نہیں لیا گیا ۔ !

ان الفاظ میں نکتہ چینی کا تبصرہ سن کر حضور کو سخت رنج ہوا اور چہرہ سرخ ہو گیا ۔ !! مگر سبحان اللہ ! حضور اپنے تمام غصہ کو پی گئے ۔ اور درگذر کرتے ہوئے بس اتنا فرمایا :۔

مَنْ يَّعْدِلُ اِذَا لَمْ يَعْدِلِ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ

ارے لوگو ! اگر اللہ اور اُس کا رسول عدل و انصاف نہیں کرتے تو پھر دُنیا میں اور کون ہے جس کی تقسیم ان سے بڑھ کر منصفانہ ہو گی !!

اسی کو کہتے ہیں اَلْعَفْوُ عِنْدَ الْمَقْدِرَةِ اقتدار کے ہوتے ہوئے انسان دوسروں کی بات کو برداشت کر جائے ۔

قدرتی صدمات پر صبر کا بے نظیر نمونہ

اس کے ساتھ ہی قدرتی صدمات پر حضور کا بے نظیر صبر کا نمونہ بھی حضور کی سیرت کا نمایاں حصہ ہے۔ حضور کی زندگی دنیوی لحاظ سے نہایت ہی تلخ طور پر گذری ہے۔ پیدائش سے پہلے ہی اپنے والد کی وفات۔ پھر والدہ اور دادا کی یکے بعد دیگرے وفات۔ پھر شادی ہوئی تو آپ کے بچے متواتر فوت ہوتے چلے گئے خاص طور پر نرینہ اولاد میں سے کوئی بھی بڑی عمر کو نہ پہنچا۔ اسی طرح پے در پے آپ کی کئی بیویاں فوت ہوئیں جن میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا جیسی باوفا اور خدمت گذار بیوی بھی تھیں مگر آپ نے یہ سب مصائب خوشی سے برداشت کئے۔ اور ان غموں نے نہ آپ کی کمر توڑی اور نہ آپ کی خوش مزاجی پر کوئی اثر ڈال دل کے زخم کبھی آنکھوں سے نہیں بہے چہرہ ہر ایک کے لئے بشاش ہی رہا اور شاذ و نادر ہی کسی موقعہ پر آپ نے اس درد کا اظہار کیا۔

ایک دفعہ ایک عورت جس کا لڑکا فوت ہو گیا تھا اپنے لڑکے کی قبر پہ ماتم کر رہی تھی۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم وہاں سے گذرے تو آپ نے فرمایا۔ اے عورت صبر کر خدا کی مشیت ہر ایک پہ غالب ہے۔ وہ عورت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچانتی نہ تھی۔ اس نے جواب دیا۔ جس طرح میرا بچہ مرا ہے تمہارا بچہ بھی مرتا تو تمہیں معلوم ہوتا کہ صبر کیا چیز ہے۔ آپ نے اس کا جواب سنا اور یہ کہہ کر وہاں سے آگے چل دیئے "ایک نہیں میرے تو سات بچے فوت ہو چکے ہیں"!!

یہ ہے صبر کا شاندار نمونہ جس کے ساتھ جزع فزع نہیں بلکہ خدا کی مشیت پہ راضی ہو جانے کا بے نظیر نمونہ!!

بے مثال عدل و انصاف

خاص حالات میں انصاف پہ قائم رہنا ایک بڑی اخلاقی قوت ہے۔ بالعموم لوگ جذبات کی رَو میں بہہ جاتے ہیں۔ اور عدل و انصاف کی میزان ہاتھ سے جاتی رہتی ہے۔ بعثت نبوی کے وقت عرب میں تھی کہ اس زمانہ کے متمدن ممالک میں بھی یہ مرض عام پایا جاتا ہے کہ بڑے لوگوں کو سزا دیتے وقت جھجکتے ہیں اور غریبوں کو سزا دیتے وقت نہیں گھبراتے —

چنانچہ ایک دفعہ ایسا ہی ایک مقدمہ حضور کے پاس آیا۔ ایک بڑے خاندان کی کسی عورت نے کسی دوسرے کا مال لے لیا تھا۔ جب حقیقت کھل گئی تو عزیزوں میں بڑا ہیجان پیدا ہوا کہ اس طرح معزز خاندان کی ہتک ہو گی۔ لوگوں نے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ (حضور کے نہایت عزیز) کو سفارش کے لئے بھیجا۔ حضور نے بات سنی اور چہرے پر غصے کے آثار ظاہر ہوئے آپ نے فرمایا۔ اسامہ یہ کیا کہہ رہے ہو؟ پہلی قومیں اس طرح تباہ ہوئیں کہ بڑوں کا لحاظ کرتی تھیں اور چھوٹوں پر ظلم کرتی تھیں۔ اسلام اس بات کی اجازت نہیں دیتا اور ساتھ ہی فرمایا:-

"لو ان فاطمة بنت محمد
سرقت لقطعت یدھا!"

اگر فاطمہ محمد کی بیٹی بھی چوری کرتی تو اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا —!!

اللہ اللہ کس قدر اخلاقی جرأت اور انصاف پسندی کا عملی نمونہ ہے کہ مجرم ہونے کی حالت میں آپ اپنی بیٹی تک کو بھی سزا دینے کے لئے تیار ہیں۔!!

اسی سے ملتا جلتا جنگ بدر کا واقعہ ہے۔ جبکہ جنگی قیدیوں کو مسجد کے ستونوں کے ساتھ باندھا گیا تھا اور ان میں حضور کے چچا حضرت عباسؓ بھی تھے جن کے کراہنے کی آواز حضور کو بے چین کر رہی تھی مگر انصاف کے تقاضا سے خاموش تھے۔ جب صحابہ رضی اللہ عنہم نے عباس کی رسیاں از خود ڈھیلی کر دیں اور عباس کے کراہنے کی آواز رک گئی تو آپ نے دریافت کیا کہ اب عباس کی آواز کیوں نہیں آ رہی۔ جب معلوم ہوا کہ صحابہ نے عباس کی رسیاں ڈھیلی کر دی ہیں تو حضور نے فرمایا یا تو سب قیدیوں کی رسیاں ڈھیلی کر دی جائیں یا عباس کو بھی اسی حالت میں رہنے دیا جائے۔!

جنگی قیدیوں کی بات چل پڑی تو یہ بھی سن لیجئے کہ حضور کے زمانہ میں اور آپ کی تعلیمات کے نتیجہ میں جنگی قیدیوں کے ساتھ کس قسم کا سلوک کیا جاتا تھا یہ آپ اسلام کے بڑے دشمن سر ولیم میور یورپین مصنف کی زبان سے سنئے۔ وہ لکھتا ہے:-

"محمد (صلعم) کی ہدایات کے ماتحت انصار و مہاجرین نے کفار کے قیدیوں کے ساتھ بڑی محبت اور مہربانی کا سلوک کیا۔ چنانچہ بعض قیدیوں کی اپنی شہادت تاریخ میں ان الفاظ میں موجود ہے کہ خدا بھلا کرے مدینہ والوں کا۔ وہ ہم کو سوار کرتے تھے اور آپ پیدل چلتے تھے۔ ہم کو گندم کی پکی ہوئی روٹی دیتے تھے اور آپ صرف کھجوریں کھا کر پڑے رہتے تھے۔"

اس لئے ہم کو یہ معلوم کر کے تعجب نہ کرنا چاہیئے کہ بعض قیدی اس نیک سلوک کے اثر کے نیچے مسلمان ہو گئے اور ایسے لوگوں کو فوراً آزاد کر دیا گیا۔ ..... جو قیدی اسلام نہیں لائے ان پر بھی اس نیک سلوک کا اچھا اثر تھا!

جُود و سخا

حضور نے کسی سائل کو کبھی خالی ہاتھ نہیں لوٹایا۔ جو بھی آپ کے پاس خیر مانگنے آتا اس کو کچھ نہ کچھ ضرور دے دیتے۔ آپ نے کسی کے سوال کے جواب میں کبھی "نہ" نہیں کیا۔ روایات میں آتا ہے کہ ایک غزوہ کے بعد جب حضور مال تقسیم فرما رہے تھے تو ایک آدمی نے آپ سے سوال کیا آپ نے اُسے بکریوں کا ایک ریوڑ دے دیا۔ جب وہ اس قدر بکریاں لے کر اپنے خاندان میں گیا تو کہنے لگا میں ایسے بڑے آدمی کو مل کر آیا ہوں جو لوگوں کو اس طرح مال تقسیم کرتا ہے کہ "من لا یخشی الفقر" جس کو غربت کا اندیشہ ہی نہیں جو ہاتھ آتا ہے غرباء کو تقسیم کر دیتا ہے!! رمضان شریف کے دنوں میں تو حضور کی سخاوت بہت بڑھ جاتی۔ اس موقعہ پر روایات میں جو الفاظ آتے ہیں وہ یہ ہیں کہ:-

"آپ کی اُس وقت کی سخاوت کا تیز آندھی بھی مقابلہ نہ کر سکتی تھی۔"

سادہ زندگی اور تصنّع سے بُعد

حضور کی ساری زندگی بڑی سادہ گذری ہر قسم کے تکلفات سے دُور تھی۔ اسی لئے خدا تعالےٰ نے قرآن پاک میں حضور کی زبان سے فرمایا:-

"ما انا من المتکلفین" میں تکلف کرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔ کھانے پینے۔ لباس رہن سہن میں سادگی کا خود نمونہ دکھایا اور اسی کی تعلیم دی "الفقر فخری" غربت میرے لئے فخر کا موجب ہے" آپ کا مشہور عام فقرہ ہے۔ آپ کی یہ غربت ناداری کے باعث نہ تھی۔ بلکہ باوجود ہاتھ میں بڑے بڑے مال آنے کے آپ ہمیشہ اُن کو غرباء اور مستحقین میں تقسیم کر دیتے اور خود ہمیشہ سادہ زندگی بسر کرتے ہر وقت دوسروں کا خیال پیش نظر رہتا اسی وجہ سے بسا اوقات دو دو ماہ لگاتار گھر میں آگ تک نہ جلتی۔ اور صرف کھجور اور پانی پر گذر اوقات ہوتا۔

آپ میں تصنع نام کو نہ تھا بلکہ آپ کو اس قسم کی باتوں سے بھی سخت نفرت تھی جن سے کسی دوسرے کو شبہ کا بھی احتمال ہوتا تھا۔ صاحبزادہ ابراہیم جن کی وفات نو عمری میں ہی ہو گئی۔ اتفاق ایسا ہوا کہ اُسی روز سورج کو گرہن لگا۔ چونکہ حضور کو اپنے لخت جگر کی وفات کا سخت صدمہ تھا۔ اس لئے بعض مسلمانوں نے سمجھا کہ شاید سورج کو بھی صدمہ ہوا ہے اور یہ سورج گرہن اس صدمہ کا اظہار ہے آنحضرتؐ کو جب مسلمانوں کے اس خیال کا علم ہوا۔ تو آپؐ نے فرمایا:-

ان الشمس والقمر اٰیتان
من اٰیات اللہ لا تنکسفان
لموت احد ولا لحیاتہ
فاذا رأیتم ذٰلک
فافزعوا الی ذکر اللہ
بالصلوٰۃ۔

یعنی سورج اور چاند اللہ تعالےٰ کے نشانات میں سے دو نشان ہیں جن کو کسی کی موت یا زندگی کی وجہ سے گرہن نہیں لگتا۔ بلکہ جب تم دیکھو کہ ان کو گرہن لگا ہے۔ تو اللہ تعالےٰ سے ڈرو اور عاجزی کرتے ہوئے خدا کے حضور نماز پڑھو۔

یہ ہے نفس کی پاکیزگی اور طہارت کا شاندار نمونہ، اگر آپ کا دعوےٰ نعوذ باللہ تصنع اور بناوٹ پر مبنی ہوتا یا آپ جاہ طلب ہوتے تو یہ ایک سنہری موقعہ تھا۔ لوگ خود ایک دلیل بنا رہے ہیں جس سے آپ کی بڑائی ظاہر ہوتی ہے یہ باتیں سُن کر آپ خوش ہوتے۔ بلکہ آپ کے نفس نے یہ گوارا نہیں کیا کہ لوگ اس قسم کی غلطی میں مبتلا رہیں بلکہ فوراً اصل حقیقت سے انہیں آگاہ کیا —!!

حرفِ آخر

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ روح پرور مضمون بڑا طویل ہے حضور کی حیات طیبہ کا ایک ایک گوشہ اپنے اندر سچے واقعات کا خزانہ رکھتا ہے جن کا ذکر روح کی غذا۔ اور زندگی کے سبھی شعبوں میں مشعلِ ہدایت ہے مگر وقت کی تنگ دامنی کے سبب میں اسی قدر بیان پر اکتفاء کرتا ہوں — اور — سچی بات تو یہی ہے کہ جس طرح کہ حضرت مقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے اپنے

ایک عربی شعر میں فرمایا ہے :-

وَذِکْرُ الْمُصْطَفٰی رُوْحٌ لِقَلْبِیْ
لِصَارَ لِمُهْجَتِیْ مِثْلَ الطَّعَامِ

محمد مصطفےٰ کا ذکر میرے دل کی جان ہے اور آپ میری روح کی غذا بن چکے ہیں

سب سے کامل انسان اور کامل نبی ؐ

اسلئے ــــ آخر میں اس مضمون کو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ ہی کے ایک پُر حقیقت اقتباس پر ختم کرتا ہوں۔ حضور اپنی کتاب اتمام الحجۃ کے صفحہ ۲۸ پر فرماتے ہیں :-

"وہ انسان جس نے اپنی ذات سے صفات سے اپنے افعال سے اور اپنے روحانی اور پاک قویٰ کے پُر زور دریا سے کمالِ تام کا نمونہ علماً و عملاً و صدقاً و ثباتاً دکھلایا اور انسانِ کامل کہلایا .... وہ انسان جو سب سے زیادہ کامل اور انسانِ کامل تھا اور کامل نبی تھا اور کامل برکتوں کے ساتھ آیا جس سے روحانی بعث اور حشر کی وجہ سے دُنیا کی پہلی قیامت ظاہر ہوئی اور ایک عالم کا عالم مرا ہوا اس کے آنے سے زندہ ہو گیا۔ وہ مبارک نبی حضرت خاتم الانبیاء و امام الاصفیاء ختم المرسلین فخر النبیین جناب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اے پیارے خدا اس پیارے نبی پر وہ رحمت اور درود بھیج جو ابتدائے دُنیا سے تُو نے کسی پر نہ بھیجا ہو۔ اگر یہ عظیم الشان نبی دُنیا میں نہ آتا تو پھر جس قدر چھوٹے چھوٹے نبی دُنیا میں آئے جیسا کہ یونسؑ اور ایوبؑ اور مسیح ابن مریم اور ملاکی اور یحییٰ اور زکریا وغیرہ وغیرہ ان کی سچائی پر ہمارے پاس کوئی دلیل نہیں تھی۔ اگرچہ سب مقرب اور وجیہہ اور خدا کے پیارے تھے۔ یہ اسی نبی کا احسان ہے کہ یہ لوگ بھی دُنیا میں سچے سمجھے گئے۔"!!

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ
وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ؕ

احبابِ جماعت سے ایک ضروری گذارش

احبابِ جماعتہائے احمدیہ ہندوستان سے ایک ضروری گذارش ہے کہ وہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قائم کردہ الہامی تحریک "تحریک جدید" کی طرف خاص طور پر متوجہ ہوں۔ حضور نے اس مقدس تحریک کو ہر احمدی نوجوان۔ مرد و عورت، بچہ و بوڑھے کیلئے لازمی قرار دیا۔ چنانچہ اس میں سو فیصدی احباب کی شمولیت ضروری ہے۔

(۱) موجودہ مالی سال کا ساڑھے سات ماہ سے زائد کا عرصہ گذر چکا ہے چندہ کی ادائیگی کی رفتار بہت سُست ہے بعض احباب نے تو صرف وعدے کر دیئے ہوئے ہیں لیکن تاحال ادائیگی نہیں کی اور بعض نے تو ابھی تک وعدے بھی نہیں بھجوائے۔ احباب وعدوں کے ساتھ مہربانی کر کے یکمشت ادائیگی بھی فرما دیں۔ یہ بات مدِ نظر رہے کہ شرح چندہ تحریک جدید کم از کم مبلغ ۱۲ روپے ہے۔

(۲) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے امسال دفتر سوئم کے اوّل سال کے آغاز کا اعلان فرمایا تھا اس میں نئے شامل ہونے والے احباب وعدے بھجوا سکتے ہیں۔ بچے بھی دفتر سوئم میں شامل ہو کر اس عظیم الشان مالی جہاد میں حصہ لے کر ثواب کے مستحق بن سکتے ہیں۔ احباب اپنے بچوں کو بھی اس ثواب میں شامل فرما دیں۔ اور اُن کی طرف سے بھی کچھ نہ کچھ وعدے ارسال کریں۔ دفتر سوئم نئے شامل ہونے والوں کے لئے جاری کیا گیا ہے اس کو بھی کامیاب بنائیں۔

(۳) سیکرٹری صاحبان مال کو خاص طور پر توجہ کرنی چاہیئے کہ وہ احباب سے جلد از جلد وصولی کر کے تمام رقوم محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام ارسال فرما دیں اور وعدہ کنندگان کی فہرست دفتر وکالت مال تحریک جدید انجمن احمدیہ قادیان کے نام ارسال فرما دیں۔ خدا تعالیٰ آپ سب کا حافظ و ناصر ہے اور زیادہ سے زیادہ مالی قربانی کے ذریعے خدمتِ دین انجام دینے کی سعادت بخشے۔ آمین

فضل عمر فاؤنڈیشن فنڈ کا سالِ اوّل

۳۰ر جون ۱۹۶۷ء کو ختم ہو رہا ہے

فضل عمر فاؤنڈیشن فنڈ کے سالِ اوّل کے اختتام کی تاریخ پہلے ۳۰ر اپریل ۱۹۶۷ء مقرر تھی لیکن امسال مجلس شوریٰ کے موقعہ پر بعض دوستوں کی درخواست پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس سال اختتام کی تاریخ ۳۰ر جون ۱۹۶۷ء تک قرار دی ہے گویا کہ اس طرح جملہ ایسے دوستوں کو جنہوں نے تاحال اپنے وعدے کا پہلا حصہ ادا نہیں کیا کو ادائیگی کے لئے مزید دو ماہ کی مہلت مل جاتی ہے گی۔

نظارت ہذا کی طرف سے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں ½ وعدوں کی سو فیصدی ادائیگی کی پیش کی جانے والی فہرست جولائی کے پہلے ہفتہ میں بغرضِ دُعا پیش کی جائے گی۔

لہٰذا جن دوستوں نے تاحال اپنے وعدہ جات پورے نہ کئے ہوں ان کی خدمت میں گذارش ہے کہ مہربانی فرما کر جلد توجہ فرماویں۔ اور کوشش کریں کہ آخر جون تک ان کی طرف سے ایک تہائی وعدہ کی وصولی ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے جملہ وعدہ کنندگان کو اس کی توفیق بخشے اور حافظ و ناصر ہو۔ آمین۔

ناظر بیت المال قادیان

قربانیوں میں تیز تر ہونے کی ضرورت ہے

(حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ)

(۱) اسلئے کہ نیکی میں جتنی جلدی کی جائے اتنا ہی ثواب زیادہ ہوتا ہے۔
(حضرت المصلح الموعود)

(۲) سو فیصدی چندہ وقفِ جدید ادا کرنے والی جماعتوں یا افراد کو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی دعا اور قارئین بدر کی دعاؤں سے حصہ ملتا ہے

(۳) معلمین کرام بروقت اخراجات کی رقم حاصل کر کے باحسن طریق تبلیغ اسلام کا کام کر سکتے ہیں۔

(۴) یاددہانیوں اور دورہ کے سفر خرچ میں بچت واقع ہو کر سلسلہ کو فائدہ پہنچتا ہے۔ اس سلسلہ میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :-

"ہمیں چست ہونے کی ضرورت ہے اخلاص میں بڑھ تر ہونے کی ضرورت ہے قربانیوں میں تیز تر ہونے کی ضرورت ہے جس مقصد کے لئے ہمیں قائم کیا گیا اور زندہ کیا گیا اور منظم کیا گیا ہے اس مقصد کو قریب تر ہونے کی ضرورت ہے اللہ تعالیٰ مجھے بھی اور آپ کو بھی اپنی ذمہ داریوں کو نباہنے کی توفیق عطا کرے۔"

انچارج وقف جدید انجمن احمدیہ قادیان

خبریں

نئی دہلی ۱۹؍جون آج لوک سبھا میں وزیر دفاع شری سورن سنگھ نے اعلان کیا کہ نئی دہلی میں چینی سفارت خانہ کے سٹاف پر ۶ بجے شام سے جو بعض پابندیاں عائد کی جا رہی ہیں انہوں نے پیکنگ میں بھارتی سفارت خانہ پر جاری کردہ پابندیوں کے بارے ایک بیان میں کہا ہے کہ بھارتی سفارتخانہ پر سرخ محافظ گارڈ پہرہ دے رہے ہیں۔ لیکن ابھی تک بھارتی سفارت خانہ کا کوئی ممبر زخمی نہیں ہوا۔ ایک دوست دیش کے سفارتی نمائندوں کو آج صبح تک بھارتی سفارت خانہ میں اناج نہ پہنچانے دیا گیا تھا۔ تاہم سفارت خانہ کے چینی سٹاف کے دو ممبروں نے بعد ازاں کچھ رسد حاصل کی۔ انہوں نے کہا کہ اب تک سفارت خانہ کے احاطہ کے اندر گھسنے کی کوئی کوشش نہیں کی حالانکہ سفارت خانہ کے کچھ حصوں کو خشت باری سے نقصان پہنچا ہے۔ بھارتی سفارت خانہ کا عملہ محاصرہ کی وجہ سے عملی طور پر قیدی ہے۔ شری سورن سنگھ نے انکشاف کیا کہ بھارت نے پیکنگ میں اپنے ناظم الامور کو ہدایت کر دی تھی کہ وہ چینی سرکار کو آگاہ کر دے کہ جب تک سفارتخانہ کا محاصرہ نہیں اٹھایا جاتا تب تک دہلی میں حالیہ مظاہرہ میں زخمی ہونے والے چینی عملہ کو لے جانے کے لئے چین کے جہاز کو دہلی میں اترنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ اگر چینی سرکار نے مقررہ مدت کے اندر بھارت کی مانگ منظور نہ کی تو بھارت جوابی اقدامات کرے گا۔ شری سورن سنگھ نے کہا کہ محاصرہ کی وجہ سے دباؤ کے باوجود ہمارے سفارتی عملہ نے مضبوطی سے مسائل اس وقت کا سامنا کرنے کا عزم کر رکھا ہے۔ تاہم اس مرحلہ پر چین سے سفارتی تعلق توڑنے کا سوال زیر غور نہیں۔ شری سورن سنگھ نے کہا چین میں بھارتی ناظم الامور نے وزارت خارجہ سے رابطہ قائم کرنے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ہے رہیں۔ [illegible] محاصرہ شروع ہونے سے پہلے [illegible] کے لئے روانہ ہو گیا تھا۔ ایک سوال کے جواب میں شری سورن سنگھ نے کہا [illegible] بھارت سرکار نہ دانی کر رہی ہے۔ بھارتی سفارت خانہ کا محاصرہ مقررہ مدت کے اندر ختم نہیں ہوتا ہم چینی ناظم الامور کو طلب کر کے اسے مراسلہ دے رہے ہیں۔ ایک سوال کے جواب میں پردھان منتری شریمتی اندرا گاندھی نے کہا کہ ہم اپنے سفارت خانہ کے عملہ کے پریواروں کو لانے کے لئے پیکنگ ہوائی جہاز بھیجنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اور جب تک یہ لوگ اپنے سامان کے ساتھ واپس نہیں آ جاتے تب تک چینی جہاز کو یہاں نہیں آنے دیا جائے گا۔

بعد کی اطلاع ہے کہ بھارت سرکار نے چینی سفارت خانہ کے عملہ کے ممبران کو سفارت خانہ کے اندر رہنے کی ہدایت کر دی ہے اور انہیں کہہ دیا گیا ہے کہ اگر وہ سفارت خانہ سے باہر نکلیں گے تو حکومت ان کی حفاظت کے لئے ذمہ دار نہ ہو گی اگر چینی ناظم الامور وزارت خارجہ کے دفتر میں آنا چاہیں گے تو وہ محافظوں کے ساتھ آئیں گے۔ اور انہیں ٹیلیفون پر اس کی اطلاع دینی ہو گی۔

نیو دہلی ۱۹؍جون۔ آج وزیر دفاع شری سورن سنگھ نے راجیہ سبھا میں کہا کہ بھارت سرکار بھارت کے خلاف چین اور پاکستان کے فوجی اور سیاسی گٹھ جوڑ کے متعلق پوری طرح سے آگاہ ہے۔ چین نہ صرف پاکستان کی سیاسی حمایت کرتا ہے بلکہ اس نے اسے ہوائی جہاز۔ ٹینک اور دیگر ہتھیار دیئے ہیں۔ اور بھارت کے دفاع کے تمام انتظامات کا از سر نو جائزہ کو بتایا گیا ہے۔ آپ نے کہا کہ ہماری اطلاع ہے کہ پاکستان جموں کشمیر سیالکوٹ اور راجستھان کی سرحد پر فوجی تیاریاں کر رہا ہے اور سڑکیں بنا رہا ہے۔ اس صورت حال پر کڑی نگاہ رکھی جا رہی ہے۔ اور ہم اپنی جمہوری سلامتی کے لئے اقدامات کر رہے ہیں آپ شری پرکاش ویر شاستری کے سوال کا جواب دے رہے تھے۔ آپ نے کہا کہ ہماری سرحدوں پر پاکستانی اور چینی فوجیں جمع ہیں لیکن ان کا کوئی غیر معمولی اجتماع نہیں لیکن ہم حقیقت کو نظر انداز نہیں کر سکتے۔ کہ چینی اور پاکستانی فوجیں ایسے علاقوں میں موجود ہیں جو بھارت کی سرحدوں کے بالکل قریب ہیں خواہ یہ امن کے دنوں کے اڈوں پر ہوں۔ خواہ بھارت کی سرحدوں کے بالکل نزدیک ہم کسی بھی خوش فہمی میں نہیں رہ سکتے۔

جالندھر ۱۹؍جون۔ پنجاب سرکار نے آج سے ذخیرہ اندوزی اور بلیک مارکیٹ کے انسداد کے لئے چھاپوں کی مہم پھر سے شروع کر دی۔ یہ مہم گورنر شری دھرم ویر کے عہد میں شروع ہوئی تھی۔ آج پولیس نے پنجاب سرکار کی ہدایت پر بیک وقت متعدد شہروں اور قصبات میں چھاپے مارے۔

نئی دہلی ۱۹؍جون۔ آج یہاں برطانیہ سے بھارت کو ۷۰ لاکھ پونڈ (۱۴ کروڑ روپے) کے قرضہ کے معاہدے پر دستخط ہوئے۔

خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں۔ (مینیجر)

مجلس خدام الاحمدیہ کا لٹریچر

جملہ مجالس خدام الاحمدیہ بھارت کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ دفتر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ قادیان میں مندرجہ ذیل لٹریچر موجود ہے۔ مجالس بوقت ضرورت دفتر سے طلب کریں اور ان کے ذریعہ اپنی مساعی کو تیز کریں۔

مفت دیا جانے والا لٹریچر

۱۔ خدام الاحمدیہ کی ذمہ داریاں
۲۔ مجالس خدام الاحمدیہ کے قیام کا طریق
۳۔ نظام اطفال الاحمدیہ
۴۔ ذرائع اصلاح خدام الاحمدیہ
۵۔ مشعلِ راہ خدام الاحمدیہ
۶۔ دستور اساسی مجلس خدام الاحمدیہ
۷۔ رسید بک چندہ مجلس خدام الاحمدیہ
۸۔ رپورٹ کارگذاری فارم ماہانہ مجلس خدام الاحمدیہ
۹۔ فارم درخواست رکنیت مجلس خدام الاحمدیہ۔
۱۰۔ فارم تشخیص آمد مجلس خدام الاحمدیہ
۱۱۔ نقشہ ادائیگی نماز پنجگانہ مجلس خدام الاحمدیہ۔
۱۲۔ خادم کا ریکارڈ (مجلس خدام الاحمدیہ)
۱۳۔ چارٹ شعبہ تعلیم مجلس خدام الاحمدیہ

قیمتاً دینے والا لٹریچر

۱۔ خلافتِ حقہ اسلامیہ
۲۔ نظام آسمانی کی مخالفت اور اس کا پس منظر۔
۳۔ سیرت طیبہ (مع ضمیمہ) دو روپے منشور
۴۔ حقیقی اسلام۔
۵۔ نشان رکنیت خدام (بیج)

صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ قادیان

فارم اصل آمد

صیغہ ہذا کی طرف سے تمام موصیان کی خدمت میں فارم اصل آمد برائے سال ۶۷-۱۹۶۶ء اپریل ۱۹۶۷ء میں بھجوائے گئے تھے۔ بعض احباب کی طرف سے فارموں کی تکمیل ہو کر واپس دفتر ہذا کو پہنچ چکے ہیں لیکن اکثر احباب کی طرف سے واپس نہیں آئے۔ ایسے تمام موصیوں سے درخواست ہے کہ وہ جلد ان فارموں کو مکمل کر کے واپس ارسال فرمائیں۔ تاکہ ان کا سالانہ حساب ان کی خدمت میں بھجوایا جا سکے۔

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

یوم خلافت کی تقریب پر جلسے

یوم خلافت کی مبارک تقریب پر مختلف جماعتوں میں کامیاب جلسے منعقد ہوئے متعدد جماعتوں کی مفصل رپورٹیں گذشتہ اشاعت میں آ چکی ہیں۔ اس کے بعد مندرجہ ذیل مقامات میں ایسے ہی بابرکت جلسے منعقد کرنے کی رپورٹ موصول ہوئی ہے

سونگھڑا۔ بھدرک۔ یادگیر۔ حیدرآباد دکن۔

بوجہ عدم گنجائش تفصیلات شائع کرنے سے معذوری ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب جلسوں کے نیک نتائج پیدا کرے اور جملہ افراد جماعت کو خلافت سے وابستہ رہ کر خدمتِ دین کی توفیق عطا کرتا رہے آمین (ایڈیٹر)